جلد ۱۷ | ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۹ صفر المظفر و ۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۵ و ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والہ مع التسلیم

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی پہلی تقریر

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ٥ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تھتدون ٥ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ٥ یہ آیت شریفہ جس کو میں نے پڑھا ہے چوتھے پارہ اور دوسری سورۃ آل عمران میں ہے۔ میرے خیال میں اس وقت اس آیت کے پڑھنے کی ضرورت ہے اور اس میں ایک علاج لکھا ہے اسپر عملدرآمد کی ضرورت ہے اُس ضرورت کے خیال پر میں نے بھی اس آیت کریمہ کو پڑھا ہے۔ یہ بات تو تم جانتے ہو کہ پاک مقدس نیک آدمی کبھی ناپاک اور غیر مقدس کے ساتھ تعلق نہیں رکھ سکتا۔ پلید اور پاک کا تعلق محال ہے۔ خدا تعالےٰ ہر ایک عیب ہر ایک نقص اور ہر ایک بدی سے پاک ہے پس جہانتک کوئی نقصوں کو دُور کرتا چلا جائے اسیقدر بے نقص سے قرب حاصل کر سکتا ہے۔ وہ انسان جو تندرستی کا طالب ہے ایسی جگہ کو جو نشیب اور رطوبت والی ہو اور جہاں موذی جانور بہت رہتے ہوں چھوڑنا ضروری سمجھتا ہے نشیب میں بیماریاں بہت ہوتی ہیں۔ اسی طرح جہاں موذی جانور بہت رہتے ہوں وہاں بھی بیماریاں بہت ہوتی ہیں۔ اسی طرح جہاں ہوا کا گذر کم ہے یا جو مکان تنگ و تاریک ہے بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے اس کے لئے مختصر ضروری متفق علیہ علاج اونچی جگہ جہاں ہوا مصفا ہو۔ موذی جانوروں کا گذر کم ہو رطوبت کم ہو روشنی خوب ہو یہ بڑے ضروری امور ہیں موٹی سی ایک مثال اسوقت میرے خیال میں آئی ہے۔ میں نے اپنے گھر کے بہت سے حصہ میں پکا فرش رکھوایا ہے جن کوٹھوں میں اور مکان کے جس حصہ میں میں زیادہ تر رہتا ہوں وہاں پکا فرش ہے گو دیواریں کچی ہیں۔ میں اکثر اُن کو صاف کراتا رہتا ہوں مگر ہر روز ایک حصہ مٹی کا جس کو ہمارے یہاں کُلر کہتے ہیں جھاڑو دینے والی نکالتی ہے۔ میں نے اُس سے سوال کیا یہ کہاں سے آجاتا ہے اُس نے کہا ہر ایک چیز اسی طرح ہو جاتی ہے۔ اسی مٹی کو جب تنگ و تاریک جگہ سے نکالکر کھیت میں ڈالتے ہیں جہاں عمدہ ہوائیں چلتی ہیں۔ چار پانچ روز کے بعد وہ ایسی عمدہ زمین ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات دل چاہتا ہے کہ اللہ تیرے آگے سجدہ کروں اور یہاں میں نماز پڑھ لوں۔ وہی جگہ ایک ہفتہ پہلے ایسی ناپاک تھی کہ اسکے پاس سے بھی گذرنا ناگوار تھا۔ یہ کیسی سیدھی مثال ہے۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ مرغیوں۔ بطخوں کے رہنے کے مقام اور جہاں ہمارے گھریلو جانور گائے۔ بھینس۔ گھوڑے وغیرہ رہتے ہیں وہاں ہر قسم کی نجاستیں جمع ہو جاتی ہیں۔ جہاں مصفا ہوا اور کھلے میدان میں اس کو رکھا وہی حصہ بڑا عمدہ بنجاتا ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ جسقدر کوئی عمدہ چیز سے تعلق پیدا کرتا جاتا ہے اُس کا نقص گھٹتا جاتا ہے قرآن کریم میں جناب الٰہی نے جب انسان کی بناوٹ پر ذکر فرمایا ہے تو فرمایا ہے خلقنا الانسان من سلالۃ۔ یعنے تم کو خلاصہ در خلاصہ سے بنایا ہے۔ جب انسان کھانا کھاتا ہے اُس میں سے بڑا حصہ ناپاکی کا علیحدہ کیا جاتا ہے پیشاب الگ کیا جاتا ہے۔ قسم قسم کی بھاپ۔ پسینے کان۔ آنکھ۔ ناک۔ مُنہ وغیرہ سے نکلنے نکلکر کہیں کا کہیں خلاصہ بنکر آدمی کا نطفہ بنتا ہے۔ پھر ماں کے پیٹ میں بڑے تغیرات آتے ہیں۔ پھر وہ بچہ بنتا ہے انسان کا بچہ بنتا ہے۔ پھر ممکن ہے کہ وہ مسلم ہو اور ممکن ہے کہ وہ کافر

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

مختصر نوٹ

اسلام میں اصلاح

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خودساختہ مصلحین سے بچائے۔ اسلام پر یہ زمانہ ابتلا اور امتحان کا زمانہ ہے۔ مسلمان عملی طور پر ایک طرف گر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ خودساختہ مصلحین اسلام کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسلام کی تصویر کو تراش خراش کرکے ایک نیا اسلام بنانے کیلئے فکرمند ہیں۔ کلکتہ میں پچھلے دنوں مسلم انسٹیٹیوٹ میں ایک خاص جلسہ ہوا جس میں ایک ایرانی مولوی محمد رضا شیرازی بی اے نے لیکچر دیا جس میں آپ نے فرمایا مذہب ہی کمزور سلاطین کو طاقتور بناتا ہے اور دنیا کی جو ترقی ہوئی ہے وہ اسی کے باعث ہوئی ہے۔ مذہب سے میرا مدعا عام اصول سے ہے۔ ملت سے نہیں

مسلمانوں کے لئے یہ قانون بنا تھا کہ تم سود نہ لو لیکن موجودہ دنیا کے پہلو بہ پہلو مسلمان چلنا چاہتے ہیں تو انھیں سود لینا ہی پڑیگا۔ یہ اسلامی مذہب کا کوئی عام اصول نہیں ہے کہ . . . مسلمانوں کو تنگ دلی چھوڑ دینی چاہئے۔ اور جو بات سائنس کے خلاف ہو اس کو ملاّ کے کہنے پر بھی قبول نہیں کرنا چاہئے۔"

یہ ایک مصلح کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ اگر اسی کا نام اصلاح ہے تو آج نہیں کل اسلام کو یہ مصلحین مٹا کر دم لینگے۔ تعجب ہے۔ ان مصلحین نے ایران اپنے وطن کا تو بیڑا غرق کرا دیا اور اب وہی زہر یہ ہندوستان کے مسلمانوں میں پھیلانا چاہتے ہیں اور عملی طور پر اسلام مسلمانوں سے چھوڑانا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ سائنس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ اور یورپ کے تمدن کو اپنا امام

یہ باتیں کیا بتاتی ہیں ؟ یہی کہ اسلام پر ایک نازک وقت ہے اور خود مسلمانوں کے گھر میں رہکر اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں مگر اسلام کی حفاظت کا خود اس رب نے وعدہ کیا ہے جو اسلام ہے۔ اس لئے یہ کسی کے مٹانے سے تو مٹ نہیں سکتا۔ ہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے زہریلے خیالات سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کیجاوے۔ یہ مصیبت اس وجہ سے آرہی ہے کہ مسلمان غلطی اور بیوقوفی سے ان لوگوں کو مذہبی معاملات میں اپنا امام بنانا چاہتے ہیں جن کے ناموں کے ساتھ یونیورسٹی کی ڈگریں لگی ہوئی ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ مذہبی معاملات کے لئے ان لوگوں کی رائے اور اجتہاد قابل قدر اور واجب التقلید ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ممسوح ہو

چکے ہوں اور جن کے قلوب خدا تعالیٰ نے ظلمانی حجب سے صاف کرکے آسمانی انوار کے نزول کے قابل بنا دئے ہوں۔

ایک شرمناک حرکت

اوپر کے نوٹ سے معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمانوں میں ایسے سپوت پیدا ہو رہے ہیں جو اسلام کے اصولوں کو بدل کر یورپ امریکہ کے سائنس والوں سے نیا اسلام بنوانا چاہتے ہیں۔ آگرہ کے مسلمانوں نے ایک عملی کمال کیا ہے۔ انھوں نے مقامی طوائفوں کی شرکت سے ایک تھیٹر کیا ہے جس کی آمدنی ترک مجروحین کے لئے دیجائیگی۔ اس سے بڑھکر شرمناک اور ذلیل حرکت کیا ہوگی کہ نہ صرف طوائفوں کی آمدنی کے لئے ہاتھ پھیلایا جاوے بلکہ خود اس آمدنی کی سبیل سوچی جاوے۔ کیا یہ ایسی بابرکت ہیں اور اس قسم کے اموال تمھیں دنیا میں سرخرو کر دینگے؟

زوال اسلام کا سبب

ہمعصر اثنا عشری لکھتا ہے کہ اسلام کے تنزل کا اصلی راز محض مسلمانوں کی اخلاقی کمزوری۔ ان کی تعلیمی پستی ان کی خود غرضی ان کی قوم و وطن فروشی۔ ان کی نیشنل بے حسی ہے۔ مگر یہ تمام کمزوریاں محض ایک نقطہ مذہب اور اس کے ضعف میں پوشیدہ ہیں۔ ہیں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسلمان مذہب اسلام کے سچے پابند ہوتے تو آج یہ تمام کمزوریاں ان سے کافور ہو جائیں۔ دنیا کے ہر ایک حصے پر ان کی حکومت ہوتی۔ عالم کی تمام قومیں ان میں جذب ہو جاتیں اور اسوقت عالم کے افق پر صرف انھیں کا ستارہ چمکتا دکھائی دیتا۔ لیکن یہ ان کے مذہبی ضعف کا اثر ہے جس کا خمیازہ آجتک اُٹھا چکے اور اُٹھا رہے ہیں" اثنا عشری اپنے مفہوم کے ادا کرنے میں کسی حد تک قاصر رہا ہے۔ مذہبی ضعف کا اثر نہیں بلکہ عملی کمزوری کا نتیجہ ہے اور غالباً یہی مقصد اثنا عشری کا ہو سکتا ہے۔ اسلام اپنی ذات میں ضعیف اور بے اثر نہیں مگر اس کا اثر اور قوت اُسی وقت محسوس ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان مسلمان بنجائیں۔ اگر اب بھی تمام خودساختہ طریقوں کو چھوڑ کر قرآن کریم کی اصل کے ماتحت اعتصام بحبل اللہ پر عمل کریں تو ان کی گمشدہ قوتیں آسکتی ہیں۔ لیکن یہ اعتصام ناممکن ہے جب تک مسلمان ایک امام کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتے ان کی گردنیں جب تک اسلام کے سامنے نہیں جھک جاتیں وہ بامراد نہیں ہو سکتے۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ معہ اہل بیت بخیریت ہیں اور حسب معمول اصلاح قوم کے کام میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قوم کے حق میں سنے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اس رنگ سے رنگین ہو جائیں آمین۔ (۲) حضرت خلیفۃ المسیح نے قرآن مجید کی محبت کو دودھ کیساتھ پیا ہے۔ اسلئے مختلف جوش قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کیلئے آپ کے اندر پیدا ہوتے" اور عملی رنگ اختیار کرتے ہیں قرآن مجید کے چار درسوں کے علاوہ آجکل پھر حضور کو عربی تفسیر کیطرف توجہ ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ نے" ارادہ فرمایا ہے کہ قرآن کے اسماء افعال اور حروف کی فہرستیں طیار کرائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں میں برکت دے آمین۔

(۳) تعمیر مدرسہ کا کام نہایت سرعت سے ہو رہا ہے گورنمنٹ نے پندرہ ہزار روپیہ دیکر احمدی قوم کو شکرگذاری کا موقعہ دیا۔

(۴) حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ دارالضعفاء کی تعمیر کا کام عنقریب شروع کرنیوالے ہیں۔ لکڑی آگئی ہے۔ احباب اس کام میں ان کے معاون ہوں۔

(۵) صدر انجمن نے اپنے تازہ اجلاس میں پرانے کاغذات کے ایک حصہ کو جلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ مالی اور حسابات کے کاغذ محفوظ رکھے جائیں گے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ انجمن کا ریکارڈ سلسلہ کی تاریخ کا ایک قیمتی جزو ہے اگر اس کو بہرحال محفوظ رکھنے کے سوال پر مکرر غور کی جائے تو زیادہ مفید ہوگا میں نے اس سوال کو بغرض غور انجمن میں بھیجدیا ہے۔

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہلبیت الحمدللہ بخیریت ہیں۔

ضروری اطلاع

شروع سال کیساتھ ہمارے اخبارات کو کسی ایک یا دوسری قسم کی مشکلات کیوجہ سے روانگی میں بعض دقتیں پیش آئیں۔ اخبار الحکم جو پہلے ہی بعض مشکلات میں رہا ہے اور جن سے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نکل رہا ہے) بھی ان سے الگ نہیں اسی وجہ سے یہ پرچہ بھی بے وقت شایع ہوا ہے۔ اور اگلا پرچہ ۲۸ فروری کو شایع ہوگا۔ وباللہ التوفیق۔ اس کے بعد سلسلہ درست ہو جانے کی خدا کے فضل سے توقع ہے (۲) جن احباب کے ذمہ الحکم کے گذشتہ سال یا تین کا بقایا ہے انکی خدمت میں اطلاع کے بعد وی پی بھیجے جا رہے ہیں امید ہے کہ وہ اپنے ذمگی مطالبات کو ادا کر کے مجھے شکرگذاری کا موقعہ دیں گے اور الحکم کے فنڈ کی اصلاح کا باعث ہوں گے۔

ضرورت

دفتر الحکم میں ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو کم از کم انٹرنس پاس ہو اور جو عربی زبان کی بھی کسقدر استعداد رکھتا ہو۔ کم از کم قرآن مجید کا ترجمہ جانتا ہو۔ اور دینیات کی ابتدائی کتابیں پڑھ چکا ہو۔ سلسلہ کی کتابوں سے واقف ہو۔ ایسے شخص کو فن ایڈیٹری سکھایا جائیگا۔ اور اس مقصد کے لئے سردست ۱۰ ؎ ماہوار بطور وظیفہ دیا جائیگا۔

درخواستیں بنام ایڈیٹر الحکم قادیاں ہوں۔

ہو۔ دہریہ ہو۔ پھر کیسا عظیم الشان بنجاتا ہے۔ دریاؤں کے چیرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ پہاڑوں کو اُڑانے کی طاقت رکھتا ہے وہیل مچھلی کو قابو میں لاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھ سے وہ لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے شیروں کو اس طرح قابو کیا ہے کہ شیر کو بھوکا رکھ کر اسکے مُنہ میں حلق تک اپنا ہاتھ ڈال دیا بھلا مجال ہے کہ وہ منہ بند کرے۔ میں نے اُس شخص سے کہا کہ کمال کیا!! انسان ہی جو ہے۔ ہاتھی کو انگوٹھے کے اشارے سے چلاتا ہے اونٹوں کو نکیل کے ذریعہ سے۔ بھینسے اور بیل کو قابو میں لاکر ناک میں رسی ڈالدی۔ مجال ہے جو ہل سکے یہ انسان کی حالت ہے ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کیسا قوام بنایا ہے اور کیسی طاقت دی ہے۔ اب انسانوں میں کیسا تفاوت ہے۔ یہاں بہت تھوڑے سے آدمی ہیں۔ مگر دیکھ لو۔ آواز۔ چہرے۔ بال۔ پگڑی۔ لباس۔ خوراک سب کی جُدا جُدا ہے۔ اللہ کی نشان ہے اور یہ اُس کا نشان ہے کہ تمہاری زبان اور رنگ کا آپس میں اختلاف ہے۔ قرآن کریم میں ہے ومن آیاته اختلاف السنتکم والوانکم۔ پھر فرماتا ہے کان الناس امة واحدة۔ اس کا ترجمہ میری سمجھ میں یہی آیا ہے کہ سب آدمی ایک جماعت ہیں جس طرح تمام دُنیا کی اشیاء کی جماعت بندی ہے انسان بھی ایک جماعت ہے اس میں مومن۔ کافر۔ مسلمان۔ شریر سب ہی ہیں صلح جو بھی ہیں۔ شرارت پیشہ بھی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا ہے قریش میں امام ہیں شریروں کے شریر اور خیار کے خیار۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا سمجھانے والا۔ ابوجہل جیسا انکار کرنے والا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ۱۳ برس تک کیسے کیسے دلائل اور سلطان سُنے مگر اُسکے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے مجھ سے کہا کہ میں مصر جانا چاہتا ہوں تاکہ وہاں جاکر عربی سیکھوں۔ اور پھر دین سیکھوں کیونکہ ہمارا دین عربی میں ہے اور بغیر عربی کے دین نہیں آسکتا۔ میں نے کہا تم ابوجہل سے بڑھ کر زباندان نہیں بن سکتے مصر جاؤ۔ روم میں جاؤ یا شام میں۔ ابوجہل کو جیسی عربی زبان آتی تھی ویسی تم کو نہ آسکے گی۔ لیکن ابوجہل مسلمان نہ ہوا یہ دُنیا کے عجائبات ہیں سب لوگ ایک جماعت ہیں پھر باوجود یکجائی کے کس قدر تفاوت اور فرق ہے۔ کوئی اس کو بیان نہیں کرسکتا۔ خدا تعالےٰ کے منکر بھی دُنیا میں موجود ہیں۔ لاہور میں ان کی ایک باضابطہ جماعت ہے ایک اخبار بھی نکلتا ہے۔ ایک مذہب ایسا ہے وہ کہتے ہیں پتہ نہیں لگتا کہ دُنیا کیا ہے۔ لاہور میں حضرت صاحب سے سید مٹھا میں ایک شخص مباحثہ کرنے آیا۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو کوئی شخص ہرا نہیں سکتا کیونکہ تم جو دلائل دیتے ہو ہم اُن دلیلوں کے بھی قائل نہیں۔ میں بھی دور سے سُنتا تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ اُٹھا۔ میں نے باہر جاکر اُس سے کہا کہ آپ جیسے آدمیوں کے عقائد کا حال میں نے کتابوں میں پڑھا ہے مگر کوئی آدمی دیکھا نہیں تھا

اب آپ کو دیکھ کر میں خوش ہُوا ہوں اور آپ سے ملنا چاہتا ہوں لیکن معلوم نہیں آپ کا دفتر کہاں ہے میرا جی چاہتا تھا کہ اس کو ابھی ہلاک کردوں۔ اس نے کہا کوڑی باغ میں ہمارا دفتر ہے کوئی آدمی انارکلی سے سیدھا فلاں سمت کو چلا جائے تو وہاں پہنچ جاتا ہے میں نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ احمق ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ آپ وہاں کے بجے جاتے ہیں؟ کہنے لگا کہ میں وہاں دس بجے جاتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ اب اس کو آگے چلانے کی ضرورت نہیں۔ تب میں نے کہا بابو صاحب جیسے دس بجے دن کے ویسے دس بجے رات کے جیسے دن کے بارہ بجے ویسے رات کے۔ جیسے انارکلی جیسے راوی کا دریا۔ جیسا شاہدرہ جیسا کوڑی باغ۔ کیا آپ ہم لوگوں کی ہی طرح دس بجے نکلتے ہیں؟ کیوں آپ انارکلی سے کوڑی باغ ہی میں جاکر ٹھیرتے ہیں کبھی راوی کی طرف شاہدرہ جاکر ٹھیرا کریں ایک ہی ہے نا! مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا میں آپ سے پھر ملونگا۔ میں نے کہا کس جگہ ملوگے ہمیں پھر تو وہ شرمندہ ہوا اور چل ہی دیا۔ میں نے دیکھا کہ عملدرآمد کرنے میں وہ ہماری طرح چلتا ہے۔ لاہور کا ایک بڑا پنڈت میرے پاس آیا۔ اُس کا بچہ بیمار تھا۔ کوچہ بندی تک وہ اپنے بیٹے کی تکلیف بیان کرتا ہُوا میرے ساتھ گیا۔ اس سے پہلے وہ بیان کرچکا تھا کہ اعتبار کے قابل کوئی چیز بھی نہیں مسیح کے قتل کا فتوی جب یروشلم میں دیا گیا تو یروشلم میں اتفاق تھا اب اُس کو ظلم سمجھتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ ظلم تھا یا یہ ظلم ہے۔ سقراط کو جب زہر کا پیالہ پلایا گیا تو کوئی نہ بولا اب اس کو اچھا نہیں جانتے ہم نہیں جانتے وہ سچے تھے یا یہ سچے ہیں۔ میں نے کہا پنڈت جی آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ کہا میرا بیٹا بیمار ہے۔ میں نے کہا جب قوم کی بات کا آپ کو اعتبار نہیں تو آپ کی بات کا ہم کیسے اعتبار کریں۔ کہنے لگا بیٹا کہتا ہے میں نے کہا اچھا آپ دو ہو گئے پھر.....

فبهت الذی کفر معلوم ہُوا خدا تعالےٰ کی بات تو بڑی ہے نفس مخلوق پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا مخلوق ہر آن میں تباہ ہو جاتی ہے۔ میں نے اُس سے بہت باتیں پوچھیں مگر کوئی حقیقت تک پہنچانے والی بات اُسکے مُنہ سے نہ نکلی۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ انسانی جماعت میں اس پاک گروہ کے بھی منکر ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں اور جنکے سبب سے دُنیا میں بڑے بڑے عیش اور امن اور راحتیں قائم ہیں۔ برہمو لوگ انبیاء کی پاک جماعت کے منکر ہیں۔ ایک برہمو نے مجھ سے کہا کہ دیکھو ہم بڑے پریم اور نرمی سے بات کرتے ہیں۔ میں نے کہا تم بڑے ظالم ہو۔ کہا کبھی آریوں کو بھی سُنا ہے؟ میں نے کہا آریہ تم سے بہت نرم ہیں۔ کہا مسلمان؟ میں نے کہا وہ تو تمہاری نسبت بہت ہی نرم ہیں کہنے لگا ہماری پلیدی بتاؤ؟ میں نے کہا سچائی پھیلانے اور سچ قائم کرنے کے لئے دنیا کے ہر پردہ

پر نبی آئے ہیں اور اُنھوں نے صداقت کو قائم کرنے کے لئے اپنی جانیں ہلاکت میں ڈالیں اور بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔ تم نے ایسا غضب ڈھایا کہ اُن کو کہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ تم سے باتیں نہیں کرتا۔ کیسا ظلم ہے کہ تم کہتے ہو یا انھوں نے (انبیاء نے) جھوٹ بولا یا دھوکا کھایا یا دوسروں کو اُلو بنایا۔ یا مصلحت عامہ کا خیال کیا میں نے کہا تم نے نبیوں کے حق میں جھوٹ بولنے۔ دغابازی کرنے۔ دھوکا دینے کے الزام لگائے اور پھر کہتے ہو ہم بڑے نرم ہیں۔ کہنے لگا پہلے تو ہم نے کبھی اس باریک بات کا خیال ہی نہیں کیا۔ میں نے کہا اب خیال کرلو۔ کہا ہاں بات تو زبردست ہے۔ میں نے کہا اچھا اب مانتے ہو؟ کہنے لگا نہیں بات کچھ ایسی ہی ہے۔ میں نے کہا تم ملائکہ کے ماننے کو شرک سمجھتے ہو اور کہتے ہو کہ ملائکہ کا ماننا مشرکانہ اعتقاد ہے۔ حالانکہ ملائکہ کا ماننا بڑا پاک اعتقاد ہے۔ وہی راستباز اور پاک جماعت کہتی ہے کہ ہم سے ملائکہ نے باتیں کیں ملائکہ ہم سے ملے ملائکہ نے ہم کو فائدے پہنچائے اور تم اُن کو جھوٹا کہتے ہو۔ ایمان بالملائکہ کا ایک نکتہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے میں نے بارہا اپنے دوستوں کو سمجھایا ہے لیکن لوگ بھلی بات کیطرف توجہ کم کرتے ہیں۔ کوئی وقت ہوتا ہے اور موقع نیکی کا ہوتا ہے اُسوقت فرشتہ انسان کو نیکی کی تحریک کرتا ہے اور بدکاروں کو فرشتہ کبھی بدکاری کے وقت ملامت کرتا ہے۔ اسی واسطے بعض بدکاروں کے کبھی بڑی نیک اولاد پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ ملامت ساتھ ہوتی ہے۔ اگر انسان ملک کی اُس تحریک کو مان لے تو ملک کو اُس سے تعلق ہو جاتا ہے وہ فرشتہ اپنے حلقہ کی تمام نیکیاں تحریک کرتا ہے پھر وہ ایک دوسرے فرشتہ سے جو اُس کا قریب کا ہوتا ہے تعلق کراتا ہے کہ تم بھی اس کو تحریک کرو یہاں تک کہ ایک حدیث میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی آدمی کا اللہ تعالےٰ سے تعلق بڑھتا جاتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اُس سے تعلق پیدا کرو۔ اس طرح جبرئیلی رنگ کی مخلوق سے تعلق اور قبولیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اب وہ قصہ ایک کہانی کی طرح ہو گیا۔ بدظنی مت کرو۔ بڑائی۔ شیخی اور فخر کے لئے نہیں۔ تحدیث نعمت کے لئے کہتا ہوں کہ میں نے خود ایسے فرشتوں کو دیکھا ہے اور اُنھوں نے ایسی مدد کی ہے کہ عقل۔ فکر۔ وہم میں نہیں آسکتی۔ اور انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ دیکھو ہم کس طرح اس معاملہ میں تمہاری مدد کرتے ہیں۔ انبیاء۔ اولیاء۔ غوث۔ ابدال۔ کی پاک جماعت کا فرمانا اس معاملہ میں خلاف ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں جس طرح گندہ کوڑا کرکٹ اعلےٰ مقامات میں جاکر اچھا ہو جاتا ہے اسی طرح اچھی صحبت میں گندہ انسان اپنی حالت کو تبدیل کرلیتا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کونوا مع الصادقین راستبازوں کا ساتھ ہونا کوئی معمولی بات نہیں وہ خشن پوش عرب جو سوئے

اونٹ کے چرانے کے کچھ نہیں جانتے تھے جب انھوں نے دُنیا میں اسلام کا نور پھیلایا تو کس طرح خداتعالے نے ان پر فضل و کرم فرمایا اور انھوں کیسی عزت حاصل کی۔ وہ صحبت کا نتیجہ تھا۔ یہ نہ کہو کہ خداتعالیٰ کی رحمت کے خزانے خشک ہوگئے یہ جناب الٰہی پر بدظنی ہے۔ خداتعالے کے فضل و رحمت میں کبھی کوئی نقص نہیں آیا قرآن کریم میں جہاں کہیں نیک آدمی کا ذکر آتا ہے آگے فرماتا ہے وکذالک نجزی المحسنین ہر ایک محسن کیلئے ایسی ہی جزا ہے خداتعالے کی رحمت کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں کوئی دریغ اور مضایقہ قطعاً نہیں۔ یاس اور ناامیدی تو بڑا خطرناک گناہ ہے طالبعلمی میں ہمارے ایک دوست تھے ہمکو ان پر بڑا حسن ظن تھا جتنے ہم انکے ساتھ پڑھتے تھے ان کو بہت ہی نیک خیال کرتے تھے۔ حضرت صاحبؑ کے دعوے کے وقت وہ مجھ کو ملے میںنے کہا آپ نے مرزا صاحبؑ کی آواز سنی ہے؟ کہنے لگے ہاں وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالے سے باتیں کرتا ہوں پھر کہا کہ آپ مجھ کو جانتے ہیں میںنے کبھی کوئی بدی نہیں کی اور ساری عمر نہیں کی لیکن مجھ کو کبھی الہام نہیں ہوا اور مرزا صاحبؑ کو الہام ہوگیا میں یہ سُن کر کچھ دیر چپ رہا اور دُعا مانگتا رہا۔ کہ مولیٰ اسکو کیا جواب دُوں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ ہم میں کیسا نیک نمونہ ہیں کہ ہم آپ کے لنگوٹیا یار ہیں اور پھر بھی آپ کا کوئی عیب نہیں بتا سکتے اب بتائیں آپ نے کبھی نماز میں الحمد شریف پڑھی ہے؟ کہا روز۔ میںنے کہا اس میں آپ نے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھا انھوں نے کہا ہاں۔ میںنے کہا کیا کوئی منعم علیہم ہیں؟ کہا ضرور ہیں۔ میںنے کہا اللہ تعالیٰ ان سے باتیں کرتا تھا اور آپ سے نہیں کرتا؟ کہنے لگے بھلا ہم بدکاروں سے اللہ تعالیٰ کب بات کرتا ہے میںنے کہا تو آپ بدکار ہیں؟ ہمکو تو علم نہیں تھا۔ کہا بندہ گنہگار رسیہ کار ہے۔ میںنے کہا تو آپ ایسے بدکار اور رسیہ کار ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بات نہیں کرتا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر بدظنی کی۔ اور یہ کہ آپ نے تمام نیکیاں کیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ نہیں بولا گویا وہ ظالم ہے۔ آپ نے تو بڑا ظلم کیا کہ اللہ تعالیٰ پر بدظنی کی پھر وہ کس طرح بولتا۔ کہا ہاں یہی سبب ہے۔ میںنے کہا تو پھر قصور تو آپ ہی کا ہے۔ ملائکہ اسباب الٰہی میں سے ایک اسباب ہیں اور کتب الٰہیہ انسان کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجی گئی ہیں اور انسان کو سچائی سمجھانے کیلئے نازل ہوئی ہیں۔ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ حق تقویٰ کا ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مقدس مطہر ہر عیب سے بری ہے وہ یکتا ہے اپنے اوصاف و محامد میں بے ہمتا ہے اللہ جلشانہ کے افعال و عبادات و تعظیمات میں کوئی بھی شریک نہیں۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ میری تحقیقات اور سمجھ نے جہانتک کام دیا ہے قرآن کریم جیسی کتاب میںنے نہ دیکھی نہ سُنی اور نہ کسی مُنہ سے کوئی چیز ایسی مجھ تک پہنچی۔ ایک مشہور برہمو یہاں آئے میںنے ان سے کہا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ کہا کہ ہر ایک مذہب کی اچھی بات ہم لے لیتے ہیں میںنے کہا بڑا اعلےٰ سے اعلےٰ اصل آپ کا کیا ہے۔ کہا دُعا اور یہی تمام مذاہب میں بڑی اعلیٰ چیز ہے میںنے کہا آپ نے تمام مذاہب کی دُعاؤں کا انتخاب کیا ہے ان میں اتفاق رائے سے جو سب سے اعلیٰ دعا ہو وہ مجھ کو سُناؤ کہنے لگے آپ اپنی دُعا سنائیں میںنے کہا آپ نے تو تمام مذاہب کی دعاؤں کا انتخاب کیا ہے تعجب ہے کہ اسلام کی دُعاؤں کو نہیں جانتے۔ کہا ہاں یہ غلطی تو ہے۔ پھر کہنے لگا کہ جنرل بوتھ نے دس گھنٹے دُعا مانگی اور میرے سامنے مانگی میںنے کہا اُس دُعا کا کوئی فقرہ آپ دس سکنڈ میں سُنادیں۔ کہنے لگا دُور سے آواز نہیں آتی تھی۔ میںنے کہا ممکن ہے وہ شراب کے نشہ میں سو رہا ہو۔ غرض وہ ادھر نہ آیا یہی کہتا رہا وہ بڑی جماعت کا مقتدا ہے۔ میںنے کہا اُس نے کوئی دُعا نہیں کی ورنہ ایک فقرہ ہی سُناؤ۔ میںنے کہا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو ایک آیت اونچی پڑھ دیتے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ فلاں سورۃ پڑھتے ہیں۔ انجیل میں مسیح کی آخری دُعا تو یہی ہے کہ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ او خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ میںنے اسکو بہت ہی مجبور کیا کہ اپنی دُعا مجھ کو سناؤ لیکن اس نے کہا پہلے آپ سنائیں پیچھے میں سناؤنگا۔ میںنے کہا اچھا آؤ پہلے ہماری ہی دُعا سُنو پھر میںنے سورۃ فاتحہ انھیں (ہندوؤں کی) زبان میں جو مجھ کو کچھ آتی ہے ترجمہ کرکے سُنائی۔ سُنکر فوراً نوٹ بک نکالکر کہنے لگا کہ اسکو اپنے ہاتھ سے لکھدیں اس جیسی تو کوئی دعا ہو ہی نہیں سکتی۔ میںنے کہا اب تم سناؤ کہا کہ مجھ کو تو اب اُن تمام دُعاؤں سے شرم آتی ہے اس دُعا کے مقابلہ میں ہرگز کوئی دُعا سُنانے کے قابل ہے ہی نہیں۔ ہم پر کیا احسان ہوا ہے۔ کیا شان ہے اُس کتاب کی جسکی تعریف ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ..... تنزیل من رب العالمین اسکے آگے پیچھے بطلان آسکتا ہی نہیں۔ سب تحقیقاتوں کے مقابلہ میں یہی قرآن ہے آیندہ جو ہونگی انکے لئے بھی یہی قرآن ہے رب العالمین کی یہ تنزیل ہے۔ بہت سے لوگ انجمنیں بناتے ہیں وہ کیوں کامیاب نہیں ہوتے؟ وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اصل الاصول میں لا الہ الا اللہ کو نہیں رکھتے کوئی ہمدردی حیوانات۔ کوئی موت فنڈ۔ کوئی زندگی کا بیمہ۔ اگر سب سے مقدم خداتعالیٰ کو کرلیتے تو خداتعالے اُن کو مقدم کرلیتا۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ تم فرمانبردار ہوکر مرو ✠

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا۔ اللہ تعالے نے الزام کے طور پر مدرسہ میں رسّہ کھینچنے کا ایک انتظام کیا ہے۔ یہ رسّہ میری سمجھ میں اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس آیت کیطرف توجہ ہو۔ یہ جناب الٰہی کا رسّہ قرآن کریم آگیا۔ ایک طرف تمام دشمنان خدا اور اعداء نبی کریمؐ اس کو کھینچنا چاہتے ہیں۔ کوئی تاریخی طور پر۔ کوئی سائنس اور مشاہدہ کے ذریعہ سے الزام لگانا چاہتا ہے کوئی اس کوشش میں ہے کہ اسکے اسباب کے نتائج کا خلاف کیا جائے۔ خداتعالیٰ اور اسکے نبیوں کے منکر ایک طرف کھینچتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ تم ایک دم اپنا سارا زور لگاؤ کیونکہ اس میں تمہارا بچاؤ ہے اس میں تو اتفاق کرلو ولا تفرقوا تفرقے چھوڑ دو۔ آپس میں محبت بڑھاؤ۔ اللہ تعالے نے تمہارے درمیان محبت ڈالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل ہوا ہے تم لوگ کس طرح آپس میں عداوت رکھتے تھے جناب الٰہی نے تم میں الفتیں پیدا کردی ہیں۔ اندرونی مذاہب میں شیعہ تمام اصحاب کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور خوارج اہل بیت کو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارے درمیان اُلفتیں پیدا کردی ہیں تو تم کو کم سورۃ آل عمران کے زمانہ میں جسقدر صحابہ تھے وہ تو سب ضرور آپس میں محبت رکھتے تھے جو اسکے خلاف کہتا ہے وہ قرآن کریم کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے الّف کے بعد اخوانا فرمایا ہے کبھی کبھی بھائیوں میں کدورتیں بھی ہوجاتی ہیں۔ اس جماعت صحابہ کو اللہ تعالے نے بہت معزز کیا ہے اگر ان میں اختلاف ہوتا تو تمام بلاد کے فتوحات کس طرح ہوتے اگر وہ ایک نہ ہوتے تو لا الہ الا اللہ کے خلاف ہوتا۔ میںنے اپنے ایک دوست سے کہا بھلا تم کلینی تو پڑھ کر دیکھو۔ کہا اپنی تردید کے لئے یہی کافی ہے خداتعالیٰ کے اُس فضل کو یاد کرو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں کون لوگ تھے۔ حبشیوں میں بلال۔ رومیوں میں صہیب۔ حسن البصری جیسے بصرہ کے۔ یہ اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے لئے ہم نے عرب و عجم کی مخلوق ایک کردی ہے ✠

کنتم علی شفا حفرۃ من النار۔ تم ایک آگ کے گڑھے پر تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ باتیں اس لئے سنائی ہیں کہ تم ہدایت پاؤ۔ اب بھی دیکھو لوگ باہم کسقدر متفرق تھے۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ شیعہ۔ خارجی۔ ایک گاؤں قادیان میں ہم کو اللہ تعالے نے جمع کردیا۔ نمونے دکھا دیئے۔ اب بھی وہی بن سکتی ہو جو پہلے صحابہ کرام بنے۔ یہ باتیں کیوں سُناتا ہے؟ لعلکم تھتدون۔ اب تم سوچو کہ حضرت صاحب کیوں آئے تھے؟ کیا غرض تھی کیا کام تھا۔ کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ بہت سے لوگ یہ کہدینگے۔ وفات مسیحؑ کا مسئلہ حل کردیا۔ وفات مسیحؑ کے سارے صحابہ۔ سارے آئمہ قائل ہیں بیشک بطور غلطی کے یہ مسئلہ بھی تھا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر فوت ہوئے ایک مسیح بھی فوت ہوگئے تو کیا ہوا۔ حضرت صاحبؑ ایک خاص غرض کیلئے آئے تھے۔ وہ غرض دین کو دُنیا پر مقدم کرنا تھی لوگوں دُنیا کو دین پر مقدم کیا ہے اور ایسا مقدم کیا ہے کہ قرآن شریف کو کچہریوں میں جھوٹی قسمیں کھانیکا آلہ بنایا گیا ہے۔ دھوکہ دینے کے لئے قرآن شریف کو ذریعہ بنایا گیا ہے۔ ایک شخص کی کوہاٹ میں بدلی ہوئی۔ بڑا موٹا قرآن شریف اور ایک بڑی سی رحل اُس نے خریدی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو قرآن کریم سے بڑی محبت ہے کہنے لگا کہ سفر میں تو یہ میری گاڑی کا پائدان ہوگا اور وہاں جاکر رحل پر رکھدونگا۔ سرحدی لوگ مجھ کو بڑا دیندار سمجھیں گے میں قرآن شریف کو مانتا نہیں ہوں۔ اگر خشیۃ اللہ ہو۔ اگر تقویٰ ہو۔ اگر انسان کا خداتعالیٰ پر ایمان ہو۔ اگر مرنے کا اسکو خیال ہو۔ تو یہ جھوٹ۔ یہ دغا۔ یہ فریب۔ یہ جعلسازیاں۔ یہ بدمعاشیاں یہ لین دین میں بدمعاملگی کیوں ہو۔ تم خوب یاد رکھو کہ صرف مُنہ سے کہہ دینے سے آدمی مسلمان نہیں بنتا۔ مُنہ سے مسلمان تو منافق بھی بن سکتا ہے۔ تقویٰ اور عمل سے آدمی مومن بن سکتا ہے اگر دُنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہو۔ اگر اپنے اغراض کو پورا کرنے کے لئے دغا فریب اور بدمعاشیوں کو روا رکھتے ہو تو یہ کوئی عقلمندی نہیں۔ ہمارے بزرگوں کے مکانات عرب میں بھی ہیں کیونکہ وہ عرب سے آئے تھے پھر انھوں نے بلخ میں کابل میں مکانات بنائے پشاور اور یوسف زئی کے علاقہ میں وہ رہے پھر لاہور میں قصور میں مکانات بنائے۔ پھر کھنی وال (علاقہ بہاولپور)

اور میانوالی سکونت اختیار کی۔ بھیرہ میں خود مینے اپنے ہاتھ سے مکانات بنائے۔ ان سب مقامات میں ہمارے مکانات تھے۔ پھر یہاں (قادیان) بھی مینے مکانات بنائے پھر کیا ان مکانوں کو میں سر پہ اٹھا کرلے جاؤں گا؟ مومن دین کو دُنیا پر مقدم رکھتا ہے دُنیا کو مقدم نہیں کرتا۔ یہ معاہدہ کرنا کہ میں دین کو دُنیا پر مقدم کرونگا۔ اور جب معاملہ پڑے یا کوئی مقدمہ آجائے تو دُنیا کو مقدم کر لیا۔ بھلا یہ معاہدہ ہی کیا ہوا۔ قرآن شریف میں ورثہ بیان فرماتے ہوئے خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے تلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا ولہ عذاب مھین یہ میری حد بندی ہے جو میری حد بندی پر نہ چلے گا میں اسکو ذلیل کرونگا۔ اب آپ اپنے گاؤں کے حالات پر غور کرو۔ عورتوں کو حقوق کسقدر دیئے جاتے ہیں۔ تم لوگ اکثر عورتوں کو حصہ نہیں دیتے۔ عورت کی بھلائی کا قانون سوائے قرآن کریم کے اور کہیں دُنیا میں ہے ہی نہیں مینے بڑے بڑے واقف کاروں سے پوچھا ہے۔ لنڈن میں بھی عورتوں کی بھلائی کا کوئی قانون نہیں نکلا۔ ایک خاوند نہ چھوڑنا چاہے نہ رکھنا چاہے اب عورت مجبور ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ نان و نفقہ کی ڈگری حاصل کرے پھر اُس ڈگری کا اجرا کرانا دشوار۔ مینے بڑی کوشش اور تلاش کے بعد بھی کوئی قانون ایسا نہیں دیکھا جس میں عورتوں کے حقوق کا لحاظ کیا گیا ہو۔ قرآن کے قاعدے خود مسلمانوں نے ہی چھوڑ دیئے ہیں لھن مثل الذی علیھن عورت کی بہتری کے سامان اسی قدر ہیں جسقدر تمہارے۔ ایک عورت مجھ سے کہنے لگی آپ کے قاعدے کے موافق آدھا مال خاوند کا ہے اور آدھا بیوی کا۔ مگر اب تو تمام گھر کی مالک میں ہی ہوں۔ مینے کہا کبھی تمہارے میاں تم پر ناراض بھی ہوئے ہیں۔ کہا ہاں ایک مرتبہ ناراض ہوئے تھے چوٹی پکڑ کر گھر سے باہر نکالدیا تھا۔ مینے کہا کبھی تم نے بھی اس کو گھر سے نکالدیا ہے یا تم صرف حفاظت ہی کرتی ہو۔ اور دخل کچھ بھی نہیں کہنے لگی ہاں اب سمجھ گئی ہوں ہمارے ملک والوں نے عورت کا نام جوتی رکھا ہے۔ حق وراثت میں کوئی حصہ اُسکے لئے قائم نہیں ✤

ایک عورت نے مجھ کو خط لکھا کہ مہدی بھی آیا مسیحؑ بھی آیا بتاؤ ہم کیوں مانیں اُس نے ہمارا کیا کام کیا؟ مینے اسکو لکھا کہ مسیح علیہ السلام قرآن کیطرف متوجہ کرتے ہیں اس نے لکھا کہ میرا خاوند قسم کھاتا ہے کہ میں تم کو کبھی سکھ کی حالت میں نہ دیکھونگا۔ مینے حضرت صاحبؑ سے عرض کیا آپ ہنس پڑے اور کہا کہ لوگ قرآن مانیں۔ مینے اس عورت کو لکھدیا کہ تم چالیس دن سچی استغفار اور توبہ کرو یا وہ مرجائے گا یا تمہارا چھٹکارا ہوجائے گا۔ اللہ جلشانہ نے تمہارے لئے ایسا واعظ بھیجا کہ دین کو دُنیا پر مقدم کرو۔ ہم نے لوگوں کے کفر کے فتوے بھی اپنے اوپر لئے پھر بھی اگر تمہارے معاملات صاف نہیں تو تم نے دین کو دُنیا پر مقدم کہاں کیا۔ ایک اور مشکل پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جو لوگ معاہدہ کرکے خلاف کرتے ہیں ہم نے انکی یہ سزا رکھی ہے کہ وہ منافق ہو کر مرتے ہیں۔ اب ہم نے بھی تو اتنا بڑا معاہدہ (اقرار بیعت) کیا ہے میرا دل نہیں چاہتا کہ ہماری جماعت میں منافق ہوں میرا جی

چاہتا ہے کہ میری بات کے سُننے والے عمل کرنے والے ہوں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ منافق اکٹھے ہو جاینگے۔ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ما اسئلکم علیہ من اجران اجری الا علی اللہ۔ بلکہ اس عہد پر آکر مجھ کو خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جو پہلے نہیں ہوتا تھا۔ ایک سائل آتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابھی جاتا ہوں اور میرے پاس خرچ سفر نہیں اب میں اُس سے یہ کہاں کہہ سکتا ہوں کہ میری چٹھی بنام انجمن لے جاؤ۔ انجمن کمیٹی مہینہ کے بعد ہمارا اجلاس ہوگا پھر بڑے اہلکار چھوٹے اہلکاروں کے نام حکم لکھینگے اور اس طرح اس کی تعمیل میں مہینے گذر جائینگے اور وہ فوراً رخصت ہونا چاہتا ہے۔ مینے اس دُکھ کو بڑا محسوس کیا ہے۔ جب دُنیا کے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے تم کو نمبردار بنایا ہے آپ کا ماہوار خرچ کیا ہوگا؟ مینے کہا اے مولیٰ! تونے مجھے کبھی کسی کا محتاج نہیں بنایا۔ اور موت کے قریب بندوں کا محتاج بناتے ہو!؟ مجھ کو بڑا مزا آیا جبکہ مینے ایک آدمی سے کچھ مانگا چند عرصہ کے بعد اُس نے کہا میں تو بھول ہی گیا۔ میرا ایمان بہت بڑھ گیا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر بڑا ہی فضل کیا ہے اور وہاں سے رزق دیا جہاں سے میرا وہم و گمان بھی نہ تھا باقی یہ کہ میں دو چار عربی کے فقرے اور ضرب المثلیں بیان کروں۔ اسکی ضرورت نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دین کو دُنیا پر مقدم کرو۔ لالچ۔ دغا۔ شرارت بالکل نہ کرو۔ قرآن کا سمجھنا بڑا ضروری ہے سمجھکر اُسپر عمل کرنا اور جناب الٰہی سے دُعا مانگنا کہ اسی پر خاتمہ بالخیر ہو۔ یورپ میں بہت کتابیں نکلی ہیں کہ اگر نمونہ کے طور پر صرف انکے ٹائیٹل پیج کیا اگر انکے ناموں کی فہرست بھی پڑھنا چاہیں تو طاقت نہیں۔ ان سب کے بالمقابل قرآن شریف کو پڑھو یہ سب پر غالب اور سب سے بڑھ کر رہے گا اس کتاب قرآن کریم کا ایک نمونہ دُنیا میں آیا۔ اس کا نام محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ اُس نے قرآن کریم پر کرکے دکھا دیا کہ اسپر عمل کرنا انسان کی طاقت سے باہر نہیں پھر آپ ہی عمل نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین سے بھی عمل کرا کر دکھا دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا مسجد کے قریب سے گذر ہوا اسوقت حضور نبی کریم خطبہ پڑھ رہے تھے آپ نے لوگوں کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے گلی میں اس آواز کو سُنا وہیں بیٹھ گئے کسی نے پوچھا یہ کیا کیا۔ آپؓ نے کہا شاید مسجد میں جانے تک جان نکلجائے اور حکم کی تعمیل رہ جائے۔ کیا فرمانبرداری تھی! پھر اس فرمانبرداری کے ساتھ ایک دعویٰ بھی ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو تم میرے تابع ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ تم سے پیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب بنکر انسان کو ذلت و رسوائی اور ناکامی ہو سکتی اور آدمی ذلیل تریں کبھی نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا اتباع نبی کریم پر منحصر ہے وہ اتباع انسان کر سکتا ہے۔ اس اتباع کے لئے صحابہ کرامؓ کا نمونہ موجود ہے اور تم سب کر سکتے ہو۔ مینے بارہا قرآن کریم اس غرض سے پڑھا ہے کہ اس میں کوئی ایسا بھی

حکم ہے جسپر ہم عمل نہیں کر سکتے مگر مینے کوئی قرآنی حکم ایسا نہیں دیکھا جسپر عمل کرنا دشوار ہو۔ قرآن کریم کے خلاف عمل کرنے میں روپیہ بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے قرآن کریم کی فرمانبرداری میں روپیہ بھی زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ امریکہ جانے کا خرچ۔ پیرس جرمن۔ لنڈن جانے کا خرچ۔ اور اسکے مقابلہ میں مکہ جانے کا خرچ دیکھو۔ نماز کے خرچ اور اُسترے کے خرچ کا مقابلہ کرو۔ روزہ اور شراب کے خرچ کا مقابلہ کرو پتہ لگ جائے گا۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں انسان جناب الٰہی کا محبوب بن سکتا ہے مجھ کو آجتک کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی کہ جناب الٰہی یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں تکلیف ہو۔ ابھی چند روز ہوئے مینے ایک کتاب پڑھی۔ اس میں چوہڑوں کا نام حلال خور پڑھ کر قریب تھا کہ میری چیخ نکل جاتی چونکہ مسلمان سود خوار۔ جعلسازی سے حرام کھانے والے۔ جھوٹ سے حرام کھانے والے ہر قسم کے حرام خور بن گئے اور وہ تو ایک ہی حرام کھاتے ہیں ان کا نام حلال خور رکھا۔ دین مہر کے ایک مقدمہ میں وکیل نے مہر معجل کی جگہ مہر موجل اور موجل کی جگہ معجل پڑھ کر قانون میں دکھا دیا۔ انگریزی پڑھے ہوئے آدمی دونوں لفظوں میں مشکل سے فرق سمجھ سکتا ہیں۔ آخر جج دھوکا کھا گیا اور غلط فیصلہ لکھدیا باہر نکلکر ایک آدمی نے اُس وکیل سے کہا کہ یہ تو تم نے بڑا دھوکا دیا وہ کہنے لگا یہی تو ہمارا کمال ہے ایک شخص میرے پاس آکر کہنے لگا کہ فلاں خاندان میں مقدمات ہونے والے ہیں آپ کوشش کردیں۔ کہ فلاں وکیل فلاں جانب پیروی کرے۔ مینے مقدمات کا حال سُنا کہ ماں بیٹے میں جھگڑا ہونے والا ہے۔ مینے کہا کہ جب ماں بیٹے کا معاملہ ہے تو مقدمات کیضرورت ہی کیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مقدمہ تو ہم ضرور کرادینگے مگر انکی شیرف اس قدر ہے کہ محنت تو ہم کریں اور پھل کوئی اور کھا جائے مینے کہا کہ بس اب پھر میرے پاس نہ آنا۔ کہنے لگا کہ یہ تو ہم شرط باندھ کر کہتے ہیں کہ ضرور لڑا دینگے۔ دیکھو تو سہی کیسے مشکلات ہیں دین کو دُنیا پر مقدم کس قدر دشوار ہے۔ نفاق کس قدر بڑھ گیا ہے ✤ میرا ایک دوست تھا میں اسکے مکان پر اس سے ملنے گیا وہ پہلے سے ایک شخص کو کچھ نصیحت کر رہا تھا۔ میرے پہنچنے پر اُس شخص نے کہا کہ اچھا اب رخصت ہوتا ہوں میرے اُس دوست نے کہا کہ اچھا رخصت۔ مگر ہماری نصیحت کو بھولنا نہیں۔ وہ چلا گیا تو مینے پوچھا کہ آپ نے کیا نصیحت کی ہے کہا مینے اُسکو سمجھایا ہے کہ تم جہاں تبدیل ہو کر جاتے ہو وہاں سب سے ملنا اور دل میں کینہ رکھنا۔ فلاں فلاں اشخاص سے خوب دوستی پیدا کرکے اُن کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دینا۔ مینے کہا یہ آپ نے خوب نصیحت کی یعنی نفاق کی تعلیم دی۔ کہا یہ پالیسی ہے۔ مینے کہا آپ عالم فاضل ہیں ذرا پالیسی کے معنے بتا دیجئے کہ پالیسی اور نفاق میں کیا فرق ہے کہا آپ نہیں جانتے۔ دُنیا میں غفلت بہت بڑھ گئی ہے۔ میرا ایک دوست اور شاگرد تھا اس نے ایک انگریزی داں شخص سے کہا کہ ہم کو بھی اپنی سوسائٹی میں شریک کرلو۔ وہ انگریزی داں انگریزوں کی سوسائٹی میں

شامل تھا۔ اُن میں ایک برات تھی اُس نے ان مولوی صاحب سے کہا کہ آپ ایک سوٹ باقاعدہ بنوائیں تو آپ کو برات میں شریک کریں۔ انکے پاس ستر روپیہ تھے وہ اسکو دیدیئے اُس نے ستر روپیہ میں اُن کو ایک باقاعدہ سوٹ بنوا دیا اور اپنے ہمراہ برات میں لیگیا جب برات پہنچی تو وہاں شکار کے لئے سب لوگ گئے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ شکار کا سوٹ پہن لیں۔ اُنھوں نے کہا میرے پاس تو وہی ستر روپیہ تھے اور تو کوئی سوٹ نہیں ہے۔ اسی طرح وہاں فٹ بال کا علیحدہ سوٹ چاہیئے تھا۔ کھانے کا علیحدہ سوٹ تھا۔ انکے دوست نے کہا کہ مولوی صاحب آپ بیمار بنجائیں اور لحاف اوڑھ کر لیٹ جائیں۔ وہاں تین دن برات ٹھیری۔ اور مولوی صاحب بیمار بنے پڑے رہے۔ جب برات رخصت ہوئی تو مولوی صاحب تندرست ہو گئے اور ان کا وہ سوٹ کام آیا۔ افسوس اُن کو جھوٹ ہی بولنا پڑا۔ اسلام پر کچھ بھی حرج نہیں ہوتا۔ جو لوگ کراچی۔ بغداد دیار بکر۔ جرمن۔ آسٹریا وغیرہ ہوتے ہوئے لنڈن پہنچے اور پھر فرانس ہوتے ہوئے مصر کی سیر کرتے ہوئے گھر آئے ہیں میں نے اُن سے حالات پوچھے ہیں اور دریافت کیا ہے کہ رستہ میں کوئی آواز سُنی ہے کہ مکہ بھی ایک شہر ہے؟ کہا کچھ خیال ہی نہیں آیا۔ افسوس کسقدر غفلت اور نفاق ہے اور کسقدر مداہنت ہے۔ سود کے رسالے لکھے ہیں کہ جائز ہے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اگر سود نہ لینے کا تیرا مسئلہ مان لیا جائے تو دُنیا برباد ہو جائے۔ میں نے کہا تیرہ سو برس سے تو دُنیا برباد ہوئی نہیں اب برباد ہو جائے گی؟ ایک مرتبہ ہمارے بورڈنگ کے بعض لڑکوں نے عرضی دی۔ کہ آپ ہمکو اجازت دیں کہ صبح کی نماز تیمم سے پڑھ لیا کریں یا نماز معاف ہی کرا دیں۔ میں نے کہا پانی گرم ہو سکتا ہے جواب دیا وضو سے نکٹائی خراب ہو جاتی ہے۔ آجکل جھوٹا گواہ بنا لینا ایک معمولی بات ہے۔ ایک واعظ آسٹریلیا تک تو جاتا ہے لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ لا اسئلکم علیہ اجرا حالانکہ خدائے تعالےٰ کی راہ میں ایک کوڑی خرچ کرنے سے کروڑ درجہ حاصل ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد ماجد نے آنحضرت نبی کریمؐ کی کوئی خدمت کی ہے تو یہی کہ نبی کریمؐ کی دس بارہ برس مشکلات میں مدد کی۔ آج کوئی دیکھے کہ ایک سیدانی کے پیٹ سے بچہ نکلتے ہی سید کہلاتا ہے اور قیامت تک کے لئے یہ فخر حاصل ہے۔ قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ تم میں اختلاف کیوں ہے۔ فلمّا نسوا مما ذکروا بہ اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ جب ہمارے حکم کو بھول گئے تو ہم نے انکے درمیان بغض ڈالدیا۔ اپنے گھروں کو دیکھو اپنی برادری کو دیکھو اور دکھ سے کہتا ہوں کہ بعض بعض احمدیوں کو بھی دیکھو کہ ان میں بغض اور کینہ موجود ہے۔ ابھی تم کچھ ہوئے بھی نہیں پھر بھی تم میں وہی فساد ہے جو پہلے تھا۔ جب اللہ تعالےٰ کی نصیحتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو بغض اور عداوت پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر تمہارے اندر بغض اور عداوت ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں کو چھوڑ دیا۔ ایک جگہ آتا ہے کہ کفار کو فجار کے عذاب دینے کے لئے ہم نے پیدا کیا۔ تمہارے مکان کی ذرا سی زمین تمہارے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے تو تمہاری جان نکل جاتی ہے لیکن ملکوں پر ملک تمہارے قبضہ سے نکلتے چلے جاتے ہیں۔ سمرقند۔ بخارا۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ مصر۔ مسقط۔ زنجبار مراکش۔ ٹیونس۔ طرابلس۔ ایران وغیرہ بارہ سلطنتیں مسلمانوں کی میرے دیکھتے دیکھتے تباہ ہوئیں اور اب قسطنطنیہ پر بھی دانت ہے یہ کیوں ہوا؟ قرآن میں اس کا سبب لکھا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ باہم جھگڑے چھوڑ دو۔ تم سُست ہو جاؤ گے تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ یہ سب کچھ تم نے دیکھ لیا ہے۔ تم کہو گے ہم نے طرابلس میں چندہ دیا۔ بیشک نیک کام کیا۔ لیکن اصل چیز تو خشیۃ اللہ تھی۔ تمہارے دل میں خشیۃ اللہ پیدا ہوئی۔ تم نے قرآن کے جوے سے نیچے اپنی گردن کو رکھا؟ اس کا جواب نہیں۔ میرے ڈیرے میں لوگ بعض اوقات گھبرائے ہوئے آتے ہیں کہ میری بیوی بیمار ہے میرا بچہ بیمار ہے۔ میرا بھائی بیمار ہے۔ جب ان کو دیکھتا ہوں تو بے دین۔ میں نے بہتوں سے پوچھا ہے کہ تم کو ان کی بیدینی کا بھی غم ہے؟ کہا اسکے بے دین ہونے کا فکر نہیں مگر اسکے درد کا فکر ہے جسمانی امراض۔ لباس۔ خوراک مکانات کا تو فکر ہے لیکن روحانی امراض کا مطلق فکر نہیں۔ کیا انبیاء علیہم السلام دُنیا میں عبث آئے تھے؟ شکر کے مقام میں ہر جگہ شکر ادا کرو۔ اور صبر سے بھی کام لیا کرو۔ ہر جگہ خدا تعالےٰ پر ہی دعویٰ کرتے ہو کہ ہمارے ساتھ یہ نہیں کیا یہ نہیں کیا۔ اسکے احسانات و انعامات کو سوچو۔ اب مجھکو خطرہ ہو رہا ہے کہ لوگ صبح سے لیکچر سُن رہے ہیں بہت سے لوگوں کو پیشاب پاخانے کی بھی حاجت ہو گی۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو توفیق دی تو پھر سناؤں گا۔ اس وقت آیت کو پورا نہیں کر سکا۔ اس کا قاعدہ آگے بتاتا ہے کہ تم مفلح کس طرح ہو سکتے ہو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون کچھ آدمی بناؤ جو نیکی کی طرف لوگوں کو بلائیں جب تک ایسی جماعت تم میں نہ ہو کچھ فائدہ نہیں تم کو ملالت نہ ہو اس واسطے اس تقریر کو ادھورا ہی چھوڑتا ہوں اللہ تعالےٰ تم کو اس بات کی توفیق دے کہ قرآن کریم تمہارا دستور العمل ہو۔ اللہ تعالےٰ کو رضامند کرنے میں خوب کوشاں رہو۔ تمہارا خاتمہ اسی میں ہو۔ مجھ کو کوئی دنیا کی غرض نہیں تم کو بہت درد سے سمجھاتا ہوں اگر وقت اور ہوتا تو یہ رکوع پورا کرتا +

ہاں! ایک بات اور بھی ہے میں نے سُنا ہے کہ لاہور میں لیکچر ہوئے ہیں عیسائیوں نے اس پر زور دیا ہے کہ ہماری سلطنت بڑھنے کا سبب اتباع انجیل ہے۔ میں نے انجیل کو دیکھا ہے اُسی میں یہ نکتہ حل کیا ہوا ہے کہ شیطان نے حضرت مسیحؑ سے کہا کہ مجھ کو سجدہ کرو گے تو میں تم کو دُنیا کی تمام سلطنتیں دیدوں گا حضرت مسیحؑ نے کہا کہ میں نہیں لیتا تو دُور ہو جا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یورپ والوں نے اس نکتہ کو سمجھ لیا ہے اور شیطان کے آگے سجدہ کر کے وہ سلطنتوں کے مالک ہو گئے ہیں۔ پھر انجیل میں لکھا ہے کہ اونٹ اگر سوئی کے ناکے سے نکل جائے تو یہ ممکن ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں دولتمند کا گذر ہو۔ پھر ایک اور جگہ مسیحؑ نے فرمایا کہ تم اپنا خزانہ زمین پر نہ رکھو آسمان پر سارا خزانہ رکھو۔ وغیرہ ان یورپین نے دیکھا کہ یوں تو بات نہیں بنتی شیطان کو سجدہ کرنے سے کام چل جاتا ہے مسیح کی تعلیمات کے خلاف تمام معاہدات کو توڑ کر عمل کرنا شروع کر دیا۔ انجیل کی اسی قسم کی چند آیتیں جمع کر کے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ نکل جائے تو انشاء اللہ تعالےٰ مفید ہو گا + فقط

علماء فرنگی محل کا جلسہ

لکھنؤ کے علماء فرنگی محل جو کسی زمانہ میں اپنے مذہبی تقدس اور قابلیت علمی کیوجہ سے ممتاز تھے آجکل پولیٹیکل معاملات میں حصہ لیکر نمایاں ہو رہے ہیں **جھنگ سیال** اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مولوی عبدالباری صاحب کی زیر صدارت لکھنؤ کے مولویصاحبان کی ایک زبردست میٹنگ فرنگی محل میں منعقد ہوئی جسمیں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے +

(۱) سلطان المعظم ٹرکی کی خدمت میں یہ تار بھیجا جاوے کہ وزارت کی تبدیلی پر ہم بڑے خوش ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے لڑائی شروع کر دو اور فتح کے لئے خدا پر بھروسہ رکھو" (۲) حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں لکھا جاوے کہ "لکھنؤ کے مولوی اور عام مسلمان لنڈن دول یورپ کے نوٹ کو کہ ایڈریانوپل وغیرہ بلقان والوں کے حوالے کر دیا جاوے۔ نامنصفانہ قرار دیتے ہیں اور گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو اطلاع دیدے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں سخت ناراضگی پھیلی ہوئی ہے اور یہ بھی اپیل کرتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ اس معاملہ میں دول یورپ سے اتفاق نہ کرے برٹش گورنمنٹ جسکے نائب کے لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے دلوں سے اپنا وقار نہ کھوئے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں سے گورنمنٹ وقار کھونے سے نقصان میں رہے گی"

ایک شخص نے اس ریزولیوشن کی مخالفت کی۔ مگر آخر وہ بھی متفق ہو گیا۔ اور ریزولیوشن پاس کر دیئے گئے +

مجھے مشکل سے یقین آتا ہے کہ لکھنؤ کے علماء فرنگی محل اس قسم کی کارروائی کریں۔ دوسرے ریزولیوشن کا طرز بیان نہایت خوفناک ہے کیا علماء کا یہی کام رہ گیا ہے کہ وہ جوش انگیز طریقوں سے جاہلوں کو بھڑکائیں۔ کچھ عرصہ تک مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان لوگوں کا یہ کام رہا کہ وہ مسلمانوں کو کافر بنائیں اور دائرہ اسلام سے باہر نکالیں چنانچہ اگر ان فتاوی تکفیر کو جمع کیا جاوے جو علماء اسلام کی مہر سے تصدیق ہو کر نکلے ہیں تو ایک خاصہ توہ طوفان جمع ہو جاوے۔ ہرچند یہ طریق بھی نہایت بیہودہ اور دور از کار رہتا مگر اب یہ لوگ ملکی معاملات میں حصہ لیکر اپنی ناواقفی اور سوء تدبیری سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائینگے۔ گورنمنٹ کو اس قسم کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہیں اپنے **حقوق** کے لئے ہم گورنمنٹ کو ادب سے توجہ دلا سکتے ہیں اور متواتر دلا سکتے ہیں مگر طریق ادب کو چھوڑ کر درشت لب و لہجہ کا نتیجہ کبھی بابرکت نہیں ہوا۔ مولوی **عبدالباری** صاحب اور اُن کے رفقاء اپنی گوشہ گزینی کو ہی قابل قدر سمجھیں اور

رموز مصلحت مملکت خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

پر عمل کریں۔ سمجھدار علماء اس قسم کی تحریکوں کو پسند نہیں کرتے جو لوگ ملکی معاملات کے سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں انکے لئے اسی کام کو چھوڑ دینا چاہیئے وہ اپنے درس تدریس کے کام میں لگے رہیں۔ اسلام پر جو حملے غیر مذاہب کیطرف سے ہوئے ہیں انکے دماغ اور ذہب کیلئے مولوی عبدالباری صاحب کا قلم اور دماغ کام کرتے ہوئے گھبراتا ہے اور پولیٹکل لہر میں

ہم کدھر کو جارہے ہیں

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

ہمارے اخبارات ہماری تقریریں اور تصنیفات گویا مرغ باد نما ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہم کدھر کو جارہے ہیں اور ہمارا قبلہ مقصود اس وقت کیا ہو رہا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ اس وقت باوجودیکہ ہم اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آزادی تقریر و تحریر انسان کی فطری اور قدرتی وراثت ہے۔ اور کسی قانون کے ذریعہ اس کے اس حق کو چھینا نہیں چاہیئے۔ تو بھی جب اس جائز اور قدرتی حق کا استعمال کوئی شخص کرتا ہے تو بہت تھوڑے دل ہوتے ہیں جو اس امر پر غور کرتے ہیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اس کی بات کا معقول اندازہ اور وزن کیا جاوے اپنے کسی خیال کے ذرا بھی خلاف پا کر اس کی مخالفت کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں اور بعض اوقات ناجائز طور پر اپنی غلطی کی تائید کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری قوم (احمدی جماعت) میں یہ روح پیدا ہونی نہیں چاہیے۔ جنہوں نے محض حق کے لیے گالیاں سنی ہوں کفر کے فتوی صادر کرائے ہوں۔ عزیزوں اور رشتہ داروں سے الگ ہونا قبول کیا ہو۔ انہیں کوئی بات پھر مانع نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی کسی غلطی سے رجوع کریں۔ یہ وہ قوم ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے ماتحت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کا ایک گروہ ہے۔

اس عہد سعادت کی خوبیوں میں سے حقگوئی اور حق شنوئی کے علاوہ حق پذیری معمولی باتیں ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جلیل الشان اور دل آور بادشاہ کے حضور ایک بڑھیا ایک بلا ڈر پوری آزادی کے ساتھ گفتگو کرنے کی جرأت رکھتی تھی۔ اور فاروق اعظم بعض اوقات اپنی ذات اور شخصیت کے متعلق بھی کوئی بات خلاف سن کر اس امر کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کیوں انہوں نے اپنے قدرتی حق کا جائز استعمال کیا۔ پس جب ہم انہیں نمونوں کو اپنے لئے نشان سبیل نہیں بنائیں گے ہم میں وہ جرأت وہ قوت حقگوئی کی اور وہ برداشت اور صداقت حق پذیری کی کے لئے پیدا نہیں ہو سکتی +

یہ وقت جماعت اور قوم کے بننے کا ہے اور ان تمام قوتوں کا نشو و نما اسی اسی وقت سے ہونا ضروری ہے۔ میں یہ امر نہایت دلیری کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جو امام دیا ہے اور جس کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہمیں جمع کیا ہے وہ اپنے سینہ میں وسعت اور حوصلہ رکھتا ہے۔ فطرتاً وہی فاروقی خون اس کی رگوں میں گردش کرتا ہے۔

جہاں وہ پرعزم قوت فیصلہ رکھتا ہے وہاں کبھی اس کے دل میں اس بات سے رنج پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی شخص آزادی کے ساتھ اپنے مطالب کو کیوں پیش کرتا ہے۔ پس ہم کو اسی اصل پر کاربند ہونا چاہیئے۔ ہاں ہماری ذاتی رائیں اور اجتہاد سب کے سب خلیفہ اور امام کے اجتہاد کے سامنے ہیچ ہیں۔ اور خلیفہ کا اجتہاد مامور اور مرسل کے تابع ہوتا ہے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک مرتبہ ۲ جون ۱۹۰۹ء کو ایک سوال قبل عصر پیش ہوا کہ مامور اور خلیفہ میں کیا فرق ہے؟

آپ نے اس کا جواب دیا کہ مامور کو اس کے کل امور میں خاص طور پر مکالمہ مخاطبہ اور کشوف اور رویا صالحہ ہوتے ہیں اور کثرت سے ہوتے ہیں اور اصل امور میں ذاتی اجتہاد کا بہت تھوڑا موقعہ دیا جاتا ہے حتی کہ اس کا نطق بھی وحی خفی کے حکم میں ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ خلیفہ کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ کو بہت حصہ اپنے جزوی امور میں ذاتی اجتہاد سے کام کرنا پڑتا ہے اور جس مامور یا مرسل کا وہ خلیفہ ہوتا ہے اس کی اقتدا اور اتباع کی پابندی اس کے پیش نظر ہوتی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رویا صالحہ یا کشوف اور الہامات اس کو نہ ہوں بلکہ بات یہ ہوتی ہے کہ وہاں اجتہاد قلیل اور تائید بذریعہ وحی الٰہی کثرت سے ہوتی ہے اور یہاں وحی قلیل اور اجتہاد کثیر ہوتا ہے۔ ہاں خلیفہ کو کسی زمانہ میں رویا و کشوف و وحی ہوتی ہے مگر پھر بھی خلیفہ اصل مامور کا متبع اور اس کی ہدایات کا پابند ہوتا ہے "

پس چونکہ خلیفہ کو ذاتی اجتہاد کی قوت کثرت سے دیجاتی ہے اس لئے اس کا اجتہاد حجت اور قابل پذیرائی ہوتا ہے دوسرے اجتہادات اس کے سامنے ہیچ ہیں +

ہاں اگر حضرت مامور کے نصوص ہوں تو وہ حجت ہوں گے اسکی تائید بھی حضرت خلیفۃ المسیح نے سال گذشتہ میں لاہور کی ایک تقریر میں فرمائی "اب اگر کوئی بات ہم ان نصوص یا خلیفہ کے اجتہادات کے خلاف پیش کریں تو وہ حضرت امام کے منشاء کے خلاف ہوگا۔

میں دیکھتا ہوں کہ سالانہ جلسہ پر ہمارے بعض دوستوں نے بعض ایسی باتیں قوم کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کی جنکا اصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے بلافصل خلیفہ و جانشین کے کلام میں نہیں ملتا۔ چونکہ ان باتوں سے بعض غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ ان کی اصلاح کی کوشش کروں و باللہ التوفیق۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ

"اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی ابراہیمی صفت انسان تھے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری سے اہل سنت کا درجہ پایا انہوں نے تائید اسلام میں براھین جیسی کتاب لکھی جس سے سب علماء بول اٹھے کہ یہ مجدد وقت ہیں (حالانکہ انہوں نے مجددیت کا دعویٰ نہ کیا تھا)۔

جہاں تک میں نے حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو پڑھا ہے آپ کی طرف یہ منسوب کرنا کہ انہوں نے مجددیت کا دعویٰ نہ کیا تھا ایک سخت غلطی ہے۔ اگر انہوں نے مجددیت کا دعویٰ نہیں کیا تو کیا کیا تھا؟

اس قسم کی غلطیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے نہ پڑھنے سے ہوتی ہیں۔ اسی امر کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ قرار دیا تھا کہ صدر انجمن میں کم از کم دو ممبر ایسے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں

اور ایسا ہی اشتہار مفید الاخیار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ہماری اس جماعت میں کم سے کم ایک سو آدمی ایسا اہل فضل اور اہل کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعویٰ کے متعلق جو نشان اور دلایل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کر سکے۔ الاخرہ "

اسی اشتہار نے ۱۶ جولائی ۱۹۰۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کو سخت بیقرار کیا اور آپ نے اس کا اظہار درس کے وقت کیا اور چاہا کہ دسمبر ۱۹۰۹ء تک ایسے لوگ طیار ہوں مگر افسوس اور دکھ اور رنج سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پرواہ نہیں ہوئی۔ اس سال کے سالانہ جلسہ پر آپ نے جو تقریر فرمائی اس میں بھی آپ نے بالفاظ دیگر اس خواہش کا اظہار یوں کیا "قرآن شریف پڑھیں اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو لیں اور بار بار پڑھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور تصانیف سے کما حقہ واقفیت نہیں رکھتے۔ دوستوں اور دشمنوں کے سامنے ہمیں بعض اوقات (خدانخواستہ) شرمندہ ہونا پڑتا ہے اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف پر نظر ہو تو اس قسم کے الفاظ ہمارے منہ یا قلم سے نہیں نکل سکتے کہ

"حالانکہ انہوں نے مجددیت کا دعویٰ نہ کیا تھا"

حضرت مسیح موعود نے مجددیت ہی کا دعویٰ کیا اور بار بار اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ اور چودھویں صدی کے مجدد ہی کا نام بوجہ فتن صلیب کو فرو کرنے کے کاسر الصلیب اور مسیح ابن مریم اور مہدی رکھا گیا ہے۔

چنانچہ براہین احمدیہ کی تصنیف سے پہلے جو اشتہار آپ نے دیا اس میں صاف صاف لکھا کہ

"کتاب براھین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے "

"پھر لکھا کہ مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں "

اس دعویٰ مجدد دین و مجدد اعظم کو آپ نے بتکرار مختلف کتابوں میں پیش کیا اور بڑی قوت اور سرگرمی سے پیش کیا۔ بعض تصانیف کے ٹائیٹل پیج پر جہاں مرسل یزدانی لکھا وہاں مجدد دوران بھی لکھا۔

اور اول المومنین حضرت مولنا نورالدین (متعنا اللہ

بطول خیاتہ امین) نے بھی سمجھکر ایک خط میں (جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں شایع کرنے کی عزت دی) لکھا:-

بھائیصاحب! مرزاجی اس صدی کے مجدّد ہیں اور مجدّد اپنے زمانہ کے شدۃ مرض میں مبتلا مرضیوں کا مسیح ہوا کرتا ہے۔"

اسی طرح سینکڑوں مقامات پر ایسی تصریحات موجود ہیں پھر اُن تصریحات کی موجودگی میں کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اونہوں نے مجدّد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا؟

اگر یہ دعویٰ نہ تھا تو وہ کیا بکر آئے تھے۔ اور کس مطلب کیلئے ایک قوم کو جمع کیا تھا۔ پھر ہمارے اسی دوست نے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو منوانے نہیں آئے تھے اگر اپنے آپکو منوانا مقصود نہیں تھا تو ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کی وحی انہیں کیوں ہوئی تھی۔ اس طرح پر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض اپنے آپ کو منوانا نہ تھا بلکہ صرف توحید الٰہی کو قایم کرنا تھا۔ تو اگر کوئی شخص اس وقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر صرف توحید الٰہی کا اقرار کرے تو اس میں اور ایک برہموں میں کیا فرق ہوگا رسالت ہی ایک چیز ہے جس سے الوہیت کا اعتراف اور یقین پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہی منشاء ہوتا ہے کہ لوگ رسولوں کو مانیں۔ اگر مرزا صاحب اپنے آپ کو منوانے نہیں آیا تھا تو کیوں خدا نے فرمایا "دنیا مین ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاھر کریگا"

اور کیوں بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسکے انکار کی وجہ سے خدا کا غضب اور غصّہ دنیا پر بھڑکا اور طاعون اور زلزلہ اور دوسرے عذابوں نے دنیا کو تباہ کر دیا۔ اس قسم کے خیالات قوم میں پیدا ہونا بدقسمتی کی بات ہے۔ خصوصیّات قومی کو قایم رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب کا ماننا ضروری نہیں اور وہ اس کو منوانے نہیں آیا تھا تو پھر احمدی کا نام رکھنا بھی فضول ہے۔ میرے دوستو! کتاب حمامة البشریٰ کے ٹائیٹل پیج پر اولیاء الرحمان کی علامت والکار کی وجہ سے سلب ایمان کی لطیف حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتائی ہے اُسے ضرور پڑھو!

ہم دنیا میں اسلام کو پیش نہیں کرسکتے جب تک حضرت مسیح موعود کو پیش نہ کریں آج اسلام کی صداقت اسکی تکمیل کا نشان اور نمونہ حضرت مرزا غلام احمد ہے (علیہ السلام) اگر اس کا ماننا ضروری نہ ہوتا تو شرائط بیعت میں نہ ہوتا کہ اس عاجز سے عقد اخوۃ محض للہ باقرار طاعت در معروف باندہ کر اس پر تا دم مرگ قایم رہیگا اور اس عقد میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں مین پائی نہ جاتی ھو۔

اب تم ہی غور کرو کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور دنیا کے سامنے ہم نے کیا پیش کرنا ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود ہی کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے اور اس کی مسیحیّت و مہدیّت رسالت و نبوۃ کو منوانا ہے۔ اگر لوگ اسے مانیں گے تو وہ حقیقی مسلمان آپ بنجائیں گے۔ میں نے ایک بھولی ہوئی بات تمہیں یاد دلادی ہے چاہو تو قبول کرو۔ میں آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے الفاظ میں یاد دلاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کو لو اور بار بار پڑھو۔ کیونکہ ان میں شفاء اور نور ہے (باقی انشاء اللہ پھر سہی)

انگلستان میں تبلیغ سلسلہ

نمبر (۲)

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے مختصراً ممالک غیر میں تبلیغ سلسلہ کی تحریک کی تاریخ بیان کی ہے اور قوم کو اس ضروری سوال کے حل کی طرف متوجہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے ایک سلسلہ مضامین کا بلاد غربیہ میں اعلاء کلمۃ اللہ کے متعلق لکھنا شروع کیا ہے جن میں وہ انگلستان کے مذاق اور وہاں تبلیغ کے مشکلات اور اسباب پر بحث کر رہے ہیں۔ اونہوں نے جو چٹھی ایڈیٹر صاحب وطن کو لکھی ہے۔ اسے میں اپنے ناظرین کی وسعت معلومات کے لئے بجنسہٖ درج کرتا ہوں:-

مکرمی مولانا۔ السلام علیکم۔ میرے یہاں آنیکی ہماری غرض ادن وسایل پر غور کرنا تھا۔ جو اشاعت اسلام کے لئے یہاں مفید ہوسکتے ہیں میرا خیال تھا کہ یہاں بھی بذریعہ لیکچر و واعظ کچھ فایدہ مترتب ہوگا۔ مگر وہ کچھ بھی نتیجہ خیز نہیں لوگ یہاں اس قدر متعصب اور کثیر الاشغال اور دنیوی کاموں میں منہمک ہیں کہ ان کو مذہب پر غور کرنیکی فرصت نہیں

بہرحال ان تمام امور پر میں نے مفصّل بحث کرکے چٹھی بعض وقیع مسلم اخبارات میں چھپنے کیلئے بھیجی ہے اور میری خواہش ہے کہ ہمارے اہل الرائے احباب اس پر رائے زنی کریں۔

چونکہ یہاں میں تنہا ہوں اور اس قدر نقلیں خود نہیں کرسکتا میں نے وہ چٹھی اپنے دفتر میں لاہور بھیجدی ہے اور اپنے منشی کو تاکید کی ہے کہ وہ اس کی نقلیں مختلف جگہ بھیجدے۔

آپکی خدمت میں ایک نقل آئیگی آپ مہربانی کرکے اوسے درج اخبار فرمائیں اور اس پر اچھی طرح غور کریں اور اپنی رائے اخبار میں اس چٹھی کیساتھ درج کریں میں نے ایک رائے قایم کی ہے۔ لیکن چونکہ ابھی میں اس پر غور کر رہا ہوں اور ایک فیصلہ کردہ نتیجہ پر نہیں آیا۔ اس لئے اس کو بیان درج نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ میری چٹھی آپ کے اخبار سے پہلے کسی اور اخبار میں نکل جائے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ آپ نہ چھاپیں۔ بلکہ جسقدر اسکی اشاعت ہو تھوڑی ہے والسلام (کمال الدین ۱۶۔ جنوری از لنڈن)

اس چٹھی میں جن الفاظ پر میں نے خط کر دیا ہے ان سے کچھ شک نہیں ایک قسم کی مایوسی اور ناکامی ٹپکتی ہیں مگر مومن مایوس نہیں ہوتا اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم محض اس وجہ سے وہاں تبلیغ کے خیال کو چھوڑ دیں کہ لوگ مذھب پر غور کرنیکی فرصت نہیں رکھتے اور انکی ساری کوششیں محض دنیا ہی میں منہمک ہیں قرآن مجید کی پیشگوئی کے موافق (ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا) ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا لیکن اسلام اپنے اندر ایک ایسی قوت اور تاثیر رکھتا ہے کہ وہ ان قوموں کی اصلاح کرسکتا ہے جن کو دنیا کا کوئی بھی مذھب درست نہ کرسکتا ہو۔ اور جن میں مذہب سے پوری بدمذاقی ہو وہ ان میں مذہبی روح پھونکدینے کی طاقت رکھتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسے عصص میں اسلام کو پہونچانے میں کامیابی حاصل کی جہاں اس وقت پہونچنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ اور جہاں کی زبان سے بھی وہ ناآشنا تھے آج جبکہ آمد و رفت کے ذرایع میں ہر قسم کی آسانیاں اور اشاعت دین کے لئے ہر قسم کے اسباب میسّر ہیں اگر ہم خاموشی سے زندگی بسر کریں تو نہایت افسوس ہوگا۔ خصوصاً وہ قوم جو

دین کو دُنیا پر مقدّم کرنیکا عہد کرتی ہو

خواجہ صاحب نے استشارہ اور استصواب کے لئے اس چٹھی کو عام کیا ہے میں نہیں جانتا دوسرے لوگ اس کے متعلق کیا رائے زنی کریں گے۔ میری دانست میں یہ امر خواجہ صاحب کو صرف حضرت خلیفۃ المسیح یا اپنی جماعت کے سامنے پیش کرنا ضروری تھا۔ اس لئے کہ خواجہ صاحب عام مسلمانوں کی طرف سے اس مقصد کے لئے نہیں گئے۔ اور وہاں انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو پیش کرنا ہے۔ بہرحال اگر عام لوگ یہ ظاہر بھی کریں کہ مذہب کی اشاعت کیلئے یہ میدان ٹھیک نہیں تو بھی احمدی جماعت اس معاملہ میں قطعاً اس قسم کی رائے نہیں رکھہ سکتی۔ وہ جانتی ہے کہ ہمارا کام محض تبلیغ ہے۔ منوا دینا ہمارے اختیار میں نہیں ہے وہ حکم اور پیام جو خدا کا برگزیدہ مامور لیکر آیا تھا اُسے افاق الارض میں پہونچانا ہمارا کام ہے اور بس۔

انگلستان یا یورپ خواہ کسی بھی حد تک مذہب سے غافل ہو مذہب سے دلچسپی اسے نہ ہو ہم اپنے کام سے نہ رکیں۔ مشورہ یا استصواب میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر شخص وہی رائے ظاہر کرے جو وہ رائے پوچھنے والا رکھتا ہے بلکہ جو اس کی سمجھ میں مفید اور مناسب ہو اسے وہ نیک نیتی کیساتھ ظاہر کرے۔ اور تبادلہ خیالات اور شوریٰ سے یہی فایدہ ہے کہ ایک قدر مشترک جو مفید ہو نکل آتا ہے اس لئے میں تو بزور کہتا ہوں کہ محض اس خیال سے کہ یورپ والے سنتے نہیں اور لیکچروں میں آتے نہیں ہم کو اپنی زبان کو بند نہیں کرنا چاہیئے۔ اور خداداد قوتوں سے کام لینا چاہیئے۔ اور وعظ کیساتھ تحریر سے کام لیا جاوے انگلستان اور بلاد غربیہ کے لوگ اخبارات کے اشارے پر چلتے ہیں ان کے لیڈر اور رہنما صرف اخبار نویس ہیں اسلئے اخباروں سے کام لینا ضروری ہے۔ میں نے کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب نے ایک قلیل معاوضہ پر ولایت کے ایک اخبار سے اپنے مضامین چھپوانے کا انتظام کیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ولایت سے ایک مستقل رسالہ جاری کر دیا جاوے میں اس رائے کی بوجوہات تائید کرتا ہوں ہمارا رسالہ میگزین جو قادیان سے شایع ہوتا ہے وہ ممالک غیر میں تبلیغ ہی کی غرض سے شایع کیا گیا تھا چنانچہ اس وقت تک اس کی قریباً چارسو کاپیاں مفت بلاد غیر میں جا رہی ہیں۔ میں عرصہ سے اس بات کو محسوس کر رہا ہوں کہ اس مفت اشاعت کا اثر اور نتیجہ اس کے خرچ کے مقابلہ میں اس وقت تک کچھ بھی نہیں یا کم از کم اتنا ہے کہ ابھی ہم اس کا ذکر نہیں کرسکتے۔ اس لئے اگر ریویو کے مقام کو تبدیل کر دیا جاوے۔ اور بجائے قادیان کے انگلستان کے دارالخلافہ لنڈن سے شایع ہو تو امید کیجا سکتی ہے کہ اس کے اثر اور اشاعت

میں وسعت پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جب ہماری ایک مستقل ایجنسی وہاں ہوگی تو نہ صرف رسالہ کے ذریعہ بلکہ عام ملاقاتوں اور تبادلہ خیالات کے ذریعہ اثر وسیع ہو سکیگا (انشاء اللہ العزیز)

اور چونکہ قرآن مجید کی طبع کے لئے بہرحال لنڈن جانا ضروری امر ہے۔ اس لئے میری تو آج سے نہیں ایک عرصہ سے یہ رائے ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کو ولایت جانا چاہیئے۔ خود مولوی محمد علی صاحب جانتے ہیں کہ ایک عرصہ ہوا میں نے یہی رائے اُن سے ظاہر کی تھی۔ خواجہ صاحب بھی ایسا ہی خیال ظاہر کرتے ہیں ہاں وہ ان کے ساتھ مولوی شیر علی صاحب کو بھی بلاتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ مولوی شیر علی صاحب آجکل ریویو کے عملی ایڈیٹر ہیں اور انہوں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسی قوت اور استعداد پائی ہے کہ وہ انگریزی زبان پر قلم کے ذریعہ حکومت کرتے ہیں۔ مگر میں اگر یہ کہوں کہ مولوی شیر علی صاحب کی بجائے مولوی صدر الدین صاحب کو بھیجدیا جائے تو میری دانست میں زیادہ مناسب ہوگا۔ اس لئے نہیں کہ مولوی شیر علی صاحب خدانخواستہ ناقابل ہیں۔ میں مولوی شیر علی صاحب کے اخلاق کی فروتنی اور شکسر المزاجی ان کی قربانی اور عفیفی زندگی کا گونہ عشق رکھتا ہوں۔ وہ ایک نمونہ کے آدمی ہیں۔ انکی تربیت اور تعلیم کے نیچے جسقدر طالبعلم مدرسہ تعلیم الاسلام سے نکلے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہایت سلیم اور دیندار نکلے ہیں۔ مولوی شیر علی صاحب ہر طرح سے واجب العزۃ اور قابل قدر ہیں۔ لیکن چونکہ انہیں یورپین سوسائٹی کے آداب کیساتھ کوئی دلچسپی فطرتاً نہیں اس لئے انگلستان میں انکی بجائے مولوی صدر الدین صاحب زیادہ موزون ہوں گے جو یورپین سوسائٹی کے اصولوں سے واقف ہیں اور انگریزی زبان میں تقریر کرنے کا بھی مذاق رکھتے ہیں۔

اس پر سوال ہوگا کہ پھر مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے کسی جدید ہیڈ ماسٹر کی فکر ہوگی؟ مگر اس سوال کا حل نہایت آسان ہے مولوی شیر علی صاحب یہاں موجود ہیں وہ صیغہ تعلیم کے اعلیٰ افیسر ہو سکتے ہیں اور مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے مدرسہ کی ہیڈ ماسٹری کے ہر طرح قابل ہیں جنہوں نے اپنے مدرسہ کے لئے خاص ایثار کا نمونہ دکھایا ہے۔ مولوی شیر علی صاحب مرکز میں بیٹھ کر اپنے انگلستانی قافلہ کی اعانت کر سکیں گے۔ مولوی محمد علی صاحب کو جلد یا بدیر ترجمۃ القرآن کے لئے آخر جانا ہی پڑے گا۔ اور بوجہ سکرٹری صدر انجمن و افسر تعمیر وغیرہ انکی ذات سے بہت سے کاموں کا تعلق ہے اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کاموں کے انتظام کے لئے کارآمد آدمی مہیا ہو سکیں۔ انجمن نے اس سال ہیڈ عہدہ داروں کے سلسلہ کو شروع کرکے اس سوال کو بھی حل کر دیا ہے اگرچہ ایک طرح افسوس ہوتا ہے کہ آنریری کام کرنے کا جذبہ اس سے کم ہو رہا ہے مگر اس سے خوشی بھی ہوتی ہے کہ انجمن کی مالی حالت ایسی بہتر ہو گئی ہے کہ کام کرنے والوں کی ضروریات کا وہ آسانی سے تکفل کر سکتی ہے۔ چنانچہ ناظر اور محاسب کے عہدہ پیڈ ہو چکے ہیں اور صرف سکرٹری یا پریذیڈنٹ کا عہدہ ہے جو اپنے ان کاموں کے لئے کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔ پریسیڈنٹ بھی چونکہ افسر بیت المال اور افسر مدرسہ احمدیہ بھی ہے۔ اس لئے وہ ان صیغوں سے بھی کچھ نہیں لیتے۔

بہرحال اگر سکرٹری بھی پیڈ ہو جاوے تو کچھ ہرج کی بات نہیں اور اس کام کیلئے ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب جو آجکل محاسب کا کام کر رہے ہیں نہایت موزون اور قابل ہیں۔ انہوں نے اس سے پہلے بہ حیثیت آفیسر صیغہ تعمیر اور سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نہایت کامیابی سے اس کام کو کیا ہے۔ وہ اپنے فرض منصبی کو مستعدی اور محنت سے کرنے کے عادی ہیں۔ ان سے بہتر اور موزون انتخاب سردست میں پیش نہیں کر سکتا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب آجکل قادیان ہی میں ہیں وہ محاسب کا کام آنریری طور پر کرنے کے لئے غالباً تامل نہ کریں گے۔ ایسا ہی مولوی شیر علی صاحب بھی بہ حیثیت اسسٹنٹ سکرٹری خلیفہ صاحب کے معاون ہو سکیں گے۔

غرض مولوی محمد علی صاحب کی بجائے بہ حیثیت سکرٹری اور افسر تعمیر ایک قابل اور کارکن یہاں موجود ہیں۔ صدر انجمن میں اگر یہ تجویز پیش ہو کر مولوی محمد علی صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کا ولایت جانا پاس ہو جاوے تو اشاعت اسلام ایسے ضروری کام کے لئے ایک عمدہ صورت نکل سکتی ہے۔

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کو تبلیغ سلسلہ کا از بس خیال ہے اور ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے ایک خاص جوش اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے۔ ایسی حالت میں کیا عجیب یہ تحریک آپ کی توجہ کو بھی منعطف کرا سکے۔ اور سب سے ضروری اور اصل بات تو یہ ہے کہ خود حضرت اس پر توجہ فرمائیں۔ میں نے اس تحریک کو جیسا کہ گزشتہ اشاعت میں لکھا تھا تبادلہ خیالات ہی کے لئے اخبار کے ذریعہ پیش کیا ہے مختلف انجمنوں کو چاہیئے کہ اس سوال کے ضروری پہلوؤں پر غور کرکے اپنی راؤں سے اس کو حل کر دیں۔

اگر میں سلطان ترکی ہوتا

کرزن گزٹ کے ایڈیٹر نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل لکھکر اپنے خیالات کا جو اظہار کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہو سکتا ہے

(۱) اپنی تنخواہ اور اثاث البیت جنگ کے فنڈ میں دیدیتا۔ اور خود جنگ فنڈ کے لئے تحریکیں کرنا۔ اور فوجوں کو عزت پر موت کو ترجیح دینے کا وعظ کہنا۔

(۲) عراق اور عرب کے شیوخ سے ملکر پانچ لاکھ جنگجو عرب منتخب کرتا اور کروڑوں روپیہ اپنے اثر سے جمع کرکے سرحد پر دس بارہ لاکھ فوج بھیجدیتا۔

(۳) تیمور اعظم کے عزم کے نمونہ پر بلقانی ریاستوں کے مٹانے کا عزم کرلیتا۔

(۴) جرمنی کی دوستی کے مقابلہ میں انگلستان کی دوستی کو مضبوط کرتا اور انگلستان سے ڈریڈناٹ خرید کرتا وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے خیالات کا اظہار مرزا حیرت صاحب نے کیا ہے اس کو پڑھ کر میرے دل میں خیال گذرا کہ **اگر میں سلطان ترکی ہوتا تو:۔**

سب سے اول میں یہ یقین کرکے کہ مالک الملک اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جسے چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور اس نعمت کے عطیہ پر جھک جاتا اور اپنے دل میں یقین و معرفت کیساتھ خوف الٰہی سے ڈر جاتا۔ کہ یہ ایک امانت کا بار خطیر ہے جو مجھ پر رکھا گیا ہے۔ ملک اور اہل ملک کی حقیقی خیر خواہی کے لئے خدا سے توفیق چاہتا۔ پس میں اپنی عملی حالت کو قرآن کریم کے ماتحت بنانے کی سعی اور دعا کرتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس خلافت کے لئے یہی وعدہ کیا ہے۔ کہ مومنین اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کو خلافت کی رو دیجائیگی میں آیۃ استخلاف پر بہت غور کرکے قیام خلافت و سلطنت کے لئے ضروری سمجھتا۔ کہ مومن اور اعمال صالحہ بجالانے والا ہونا ضروری ہے۔ پس اس کے بعد یہ یقینی امر ہے کہ کوئی بھی خوف و حزن نزدیک نہیں آسکتا۔ اور اگر یورپ کیا کل دنیا کی طاقتیں ملکر بھی کوئی خوف اور الٹیمیٹم دیتیں تو میرا ایمان ہوتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ سچ ہے ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ میں اپنی عملی حالت کی اصلاح کے بعد ملک کے تمام قوانین و حدود کو قرآن کریم کے حدود تعزیرات کے ماتحت کر دیتا کسی جدید قانون اور ضابطہ کے بنانے کی چنداں ضرورت محسوس نکرتا۔ اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ مختلف راؤں اور خیالات کا تصادم نہوتا جو عموماً جدید قوانین کی توضیع میں ہوتا۔ اور نہ اخراجات کا بار خزانہ پر پڑتا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مختلف مذاہب اور معتقدات کے لوگ جو ترکی رعایا ہوتے۔ ان کے قضایا اور مقدمات کے فیصلہ کے لئے بھی سہولت ہو سکتی تھی۔ اسکے لئے خود انکی مذہبی ہدایات کام دے سکتیں۔ اور انہیں میں کے قاضی اور جج مقرر کر دیئے جاتے۔

تعلیم کے سوال کو یوں حل کرتا کہ مذہبی تعلیم کو لازم کرتا اور جب تک کوئی بچہ تیرہ سال کی عمر تک ایک مذہبی کورس ختم نہ کرلیتا وہ کسی سمی تعلیم کے مدرسہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ پاتا۔ اور دینی تعلیم کو جبری تعلیم کیساتھ مضبوط کر دیتا۔

علی التوں کی زبان عربی کر دیتا اور مدارس میں تعلیم جس زبان کے ذریعہ ہوتی وہ عربی ہی ہوتی۔ اس سے عام مسلمانوں میں اتحاد اور تبادلہ خیالات کے لئے آسانیاں پیدا ہو جاتیں۔ اپنے ماتحت ایک مجلس مشوری قایم کرتا۔ ٹھیک اسی طریق پر جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ اور کثرت رائے کے قانون کو محض لغو قرار دے کر حق کو فیصلہ کن اختیارات عطا کرتا جس سے سازشوں اور منصوبہ بازیوں کے جراثیم مفقود ہو کر حق پسندی اور حقگوئی کی طرف طبیعتوں کا رجحان ہو جاتا۔

میرے ماتحت جسقدر غیر اقوام ہوتیں انہیں پوری آزادی اپنے مذہبی فرایض کی بجا آوری کی دیدیتا اور ان تمام حقوق سے انہیں حصہ دیتا جو اسلام نے ایسے لوگوں کے رکھے ہیں۔

عمال کے احتساب کا ایک خاص محکمہ قایم کیا جاتا۔ اور اس بارہ میں فاروق اعظم نے جو قوانین مرتب کئے تھے وہ میرے لئے دستور العمل ہوتے۔

میں سلطنت کی حدود بڑھانے کی بجائے کوشش کرتا۔ کہ اسلام کل دنیا کا مذہب ہو جاوے۔ اور اس نقطہ کو اگر خود نہیں تو کم از کم عیسائیوں سے سیکھ لیتا۔ جبکہ انہیں دیکھتا کہ وہ اپنی سلطنت کو عیسویت کے ذریعہ بڑھا رہے ہیں اگر دنیا مسلمان ہو جائے تو خود بخود اسلامی سلطنت کے حدود وسیع ہو سکتے ہیں۔

مکہ اور مدینہ کے راستوں کی اصلاح اور حفاظت میرا ضروری کام ہوتا۔ ان راستوں میں جسقدر سہولتیں اور آسانیاں

حکمت تھیں پیدا کرتا۔ بادیہ نشین اعراب میں قرآن کریم کی تعلیم کے لئے جبری مدارس قایم کرتا۔ اور اعراب کو ان کے سرداران قبایل کے ذریعہ اتحاد کی سلک میں منسلک کر دیتا۔ حجاج کے لئے ہر قسم کی آسانیاں دیتا۔ اور شرعی عدالتیں جگہ جگہ قایم کر دیتا ہر سال حج کیلئے حاکر عوام کے خیالات کا اندازہ کرتا۔ زکوٰۃ کی وصولی کا خاص انتظام کرتا جس سے بیت المال کو رونق ہوتی۔ اور ملک کی تجارت کی طرف اہل ملک کو توجہ دلائی جاتی۔ غرض قوم اور ملک میں وہ روح پیدا کرنے کی فکر کی جاتی جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ میں اپنے آپ کو قوم کا خادم سمجھتا نہ مخدوم اور بادشاہ۔ اور سب سے بڑی عزت اور حکمرانی شریعت کی ہوتی نہ کسی خاص انسان کی۔ قوم کو ان اصولوں کی تعلیم دیتا اور اپنا فرض سمجھتا کہ وہ ان پر عمل کریں جو قرآن کریم نے وحدت کے لئے اور حکومت کے لئے تعلیم کئے ہیں۔ انہیں بتاتا کہ وہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رہیں گے۔ باوجود سلطان ہونے کے میں یہ یقین دلا دیتا کہ خلافت روحانی ہی اصل چیز ہے اس کا جوا ہی سب کی گردن پر ہونا چاہیئے۔ چونکہ اب خلافت اور حکومت دو جدا جدا چیزیں ہیں اس لئے میں اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں کو روحانی خلافت کے ماتحت کر دیتا۔ اس سے یہ فایدہ ہوتا ہے کہ خلافت کی قوت کیساتھ اسلامی حکومت کا اقتدار اور رسوخ بڑھ جاتا۔ اور کوئی شخص جرأت نہ کر سکتا کہ خلافت کے خلاف کرے۔

پس قوم کو توجہ دلاتا کہ وہ اس روحانی خلیفہ کے ساتھ اپنا پیوند کرے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے مامور کیا ہو!۔

ممالک غیر سے میرے معاہدات ایسے رنگ اور اصول پر ہوتے جس طرح پر اسلام نے تعلیم دی ہے۔ یورپ کی ڈپلومیٹک کارروائیوں سے مجھے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ وہ میرے لئے اسوہ نہ ہوتیں نہ اُن کا طریق تمدن میرے لئے موجب تحریص ہوتا۔ بلکہ اسلامی عملی زندگی ملک میں پیدا کر کے یورپ اور امریکہ کو حرص دلانے کی کوشش کرتا کہ وہ اس زندگی میں اپنے آپ کو ڈھال لیں۔

غرض کوئی امر خلاف قرآن کریم نہ ہوتا۔ مسلمانوں میں مسلمان بننے کی روح پیدا کرنے کی کوشش اور توفیق خدا سے چاہتا اگر اپنی غلطی اور کمزوریوں سے ایسے موقعہ خطرات کے پیش آجاتے تو حبل اللہ کو مضبوط پکڑ کر دشمن کا مقابلہ کرتا۔ اور اپنی تدابیر کے بعد جبین نیاز آستانہ الٰہی پر رکھ دیتا کہ مولیٰ کریم تو میری خطاؤں کو معاف کر اور میرے اسراف اور خطاکاریوں کی وجہ سے قوم کو کسی ابتلاء اور خطرہ میں نہ ڈال۔

میرا کام کل قوم کو دعاؤں کی طرف توجہ دلانا اور خطاکاریوں سے بچنے کی تحریص دلانا ہوتا۔ ایسی حالت میں میں اپنے خدا پر بھروسہ رکھتا کہ

"وہ قوم کو ذلت کی موت مرنے سے بچا لیتا"

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

امسال گورداسپور میں جو کھیلوں کا مقابلہ ہوا اس کے متعلق مفصل رپورٹ یہاں درج کرنیکا موقعہ نہیں ہے ممکن ہے پھر کبھی درج ہو سکے مختصراً یہ ظاہر کر دینا کافی ہوگا کہ ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیم نے رسّہ کشی۔ ہاکی۔ اور فٹ بال میں کل ضلع کی ٹیموں پر نمایاں کامیابی حاصل کی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

کھیلوں کے ایسے مقابلوں میں بازی جیت لینا کوئی بڑی بات نہیں ہوتا۔ سب سے ضروری امر اخلاقی فتح ہوتی ہے کامیاب پارٹیاں ایک معمولی کامیابی کی دھن میں بڑی تعلی اور نمایش سے کام لیتی ہیں مگر تعلیم الاسلام کے طلباء نے ان بیرونی کامیابیوں کے ساتھ اپنی اخلاقی فتح سے بھی اپنے معاصرین نہیں تو ناظرین کے قلوب کو تسخیر کیا جس کا اعتراف ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب اور ہمارے ضلع کے نہایت بیدار مغز اور علم دوست ڈپٹی کمشنر میجر اے۔ سی الیٹ نے بھی کیا۔ گورداسپور کے مسلمان شرفاء (خواہ وہ حکام تھے یا وہاں کے باشندے) نے اپنی دلی خوشی اور ہمدردی کا اظہار ہمارے بچوں سے کیا۔ ہماری ٹیم نے کامیاب ہو کر اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور رب العالمین کے حضور سجدہ کیا۔ جسکا اثر حاضرین پر پڑا

میجر الیٹ کے نام پر چیرز کی بجائے اللہ اکبر کے نعرے لگائے گئے۔ ضلع کے سپرنٹنڈنٹ منشی منور الدین صاحب بی۔ اے اور خواجہ عبد المجید صاحب ای۔ اے۔ سی بھی کھیل کے مقابلوں کے موقع پر موجود تھے۔ اور اپنی وجاہت اور اثر سے انہوں نے ہر قسم کے امن کو قایم رکھا۔ اور اپنی اخلاقی خوبیوں سے نوجوانوں پر اثر ڈالا جس سے متاثر ہو کر ہماری ٹیم نے بابو منور الدین صاحب کے نام پر بھی اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ انعام صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے اپنے ہاتھ سے تقسیم فرمایا جو تقریر آپ نے اس وقت فرمائی اس سے آپ کی علم دوستی اور علمی سرپرستی کا شوق اور مردانہ کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے لئے تحریص و ترغیب کے جذبات نمایاں تھے۔ نہایت وسعت حوصلہ سے آپ نے اس کپ (پیالہ) کے برابر جاری رہنے کا ذکر کیا جو الیٹ کپ کے نام قایم ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں ایک نہایت خوش آیندہ الفاظ میں اخلاقی قوتوں کے نشو و نما کی طرف توجہ دلائی اور جسمانی اور ذہنی تعلیم کا مقصد اخلاقی کامیابی بتایا۔ اور تمام راحتوں کی کلید اس کو ظاہر کیا۔ غرض آپ کی تقریر نہایت فصیح برجستہ اور مناسب موقعہ تھی۔ جیتنے والوں میں دو سکول ہی نمایاں تھے۔ اے۔ ایل۔ او ہائی سکول بٹالہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

بٹالہ کے۔ اے۔ ایل۔ او ہائی سکول کے طلباء بھی اپنے اخلاق اور تربیت کے لحاظ سے قابل قدر اور قابل ذکر ہیں۔ اور یہ مسٹر سرکار ہیڈ ماسٹر سکول مذکور کی توجہ اور نمونہ کا نتیجہ ہے۔ وہ خود ایک بااخلاق نوجوان ہیں۔ سکول مذکور نے نہایت کامیابی کے ساتھ کرکٹ کا مقابلہ گورداسپور اور بٹالہ کے ایم۔ بی سکول سے جیتا۔ اور انعام میں ایک شیلڈ حاصل کی۔ علاوہ اس انعام کے ہمارے ضلع کے ایک نہایت ممتاز اور شریف خاندان کے رکن جناب شیخ بشیر احمد خان صاحب خلف الرشید شیخ علی احمد صاحب مرحوم وکیل و رئیس گورداسپور نے قریباً ڈیڑھ سو روپیہ کے انعامات اپنی طرف سے دیئے۔ شیخ علی احمد خان صاحب مرحوم گورداسپور کے ضلع کے مسلمانوں کے مسلّمہ لیڈر اور اپنی قوم کے ایک ممتاز رئیس تھے وہ ہمیشہ رفاہ عام اور تعلیمی کاموں میں دلچسپی لیتے تھے بڑی خوشی کی بات ہے کہ انکی سعادت مند اولاد اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتی ہے۔ شیخ صاحب اگر زندہ رہتے تو اس وقت تک وہ یقیناً خان بہادر ہوتے۔ لیکن میجر الیٹ جیسے شریف پرور ڈپٹی کمشنر سے یہ توقع کرنا بالکل برمحل ہے کہ وہ شیخ صاحب کے خاندان کے ساتھ خاص مراعات کو مدنظر رکھیں گے خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ جا رہے ہیں۔

اس خاندان میں اپنی بہترین یادگار چھوڑیں گے۔ بہرحال شیخ بشیر احمد خاں صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کو ایک نفیس پیالہ چاندی کا انکی کامیابی پر انعام دیا۔ اور اے۔ ایل او۔ ای ہائی سکول کے ایک طالب علم الیاس کو ایک چاندی کا پھولدان اور ایم بی سکول بٹالہ کے ایک لڑکے کو اچھی فیلڈ کرنے کے انعام میں چاندی کا ایک اور پھولدان انعام دیا۔ میجر اے۔ سی الیٹ صاحب کا ایسے انعامات کا تقسیم کرتے وقت خوش ہونا قدرتی امر تھا خصوصاً اس لئے کہ وہ ان کو ایک مخلص دوست اور مسلمان گورداسپور کے مسلمہ لیڈر شیخ علی احمد صاحب مرحوم کے لڑکے کی طرف سے ہو۔

قادیان میں ہمارے نواب صاحب قبلہ کے بچوں نے کامیاب پارٹی کو ایک ٹی پارٹی دی یہ امید کرنا بالکل درست ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء اپنی اس کامیابی کی عزت کو قایم رکھنے کے لئے ہمیشہ کوشش اور دعا سے کام لیتے رہیں گے میں اپنے ان عزیز بچوں کی کامیابی پر دلی مسرت کے ساتھ ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا کرے جس طرح پر وہ اس جسمانی مقابلہ میں فاتح رہے ہیں وہ اپنی ذہنی اور دماغی قابلیتوں کے ساتھ روحانی مقابلوں میں آگے بڑھیں اور فتح کا سہرا ان کے سر پر ہو۔ آمین۔

آخر میں مجھے ناظمان ٹورنامنٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اپنے بہترین انتظام میں کامیابی حاصل کی۔

الیٹ احمد روڈ قادیان

(۱) نہایت خوشی اور شکریہ سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ قادیان کی سڑک کے پختہ بنائے جانیکا حکم ہو گیا ہے اپریل سے یہ کام شروع ہو جائیگا یہ میجر اے سی الیٹ کی مہربانی کا نتیجہ ہے کیا اچھا ہو بطور یادگار اس سڑک کا نام آیندہ الیٹ احمد روڈ رکھا جاوے مفصل پر

الیٹ پارک

(۲) نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بٹالہ کے ہندو مسلمان شرفاء نے اپنے ضلع کے محسن و مخدوم میجر اے سی الیٹ کے نام پر بطور یادگار بٹالہ میں ۷ فروری کو الیٹ پارک کا افتتاح صاحب موصوف سے کرایا جیساکہ میں نے پہلے ظاہر کیا تھا ہمارے بیدار مغز اور مدبر تحصیلدار منشی امام دین صاحب کی تحریک اور توجہ بٹالہ کے ہندو مسلمانوں کے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو مضبوط کرنے میں مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ میجر صاحب نے اپنی بیحد خوشی کا اظہار کیا اور فواکہات وغیرہ سے بانیان جلسہ نے حاضرین کی تواضع کی۔ مختصر مناسب موقعہ تقریریں ہوئیں۔ میجر صاحب کی تقریر موثر اور رقت خیز تھی منشی عبد العزیز صاحب نے ایک تہنیت کی نظم بھی پڑھی جو ہر طرح پسند کی گئی۔